جلد (۱) نمبر ۳ — شوال المکرم ۱۳۳۶ھ

ثمرۃ الادب

یعنی

انجمن ثمرۃ الادب دارالعلوم علیا کا ایک ماہانہ علمی اور اخلاقی رسالہ

زیر نگرانی صدر صاحب دارالعلوم

و بترتیب مولوی محمد عبدالواسع صاحب صفا پروفیسر دارالعلوم

باہتمام نصیر الدین ہاشمی معتمد انجمن ثمرۃ الادب

قواعد رسالہ

ف ۱ رسالہ ثمرۃ الادب ہر ماہ ہلالی کے وسط مین شایع ہوا کرے گا۔

ف ۲ اس رسالہ مین علمی اور اخلاقی مضامین شائع کئے جائینگے۔

ف ۳ رسالہ کی قیمت سالانہ (سے ر) روپیہ مع محصول ڈاک ہوگی اور فی پرچہ (۳ ر) ہوگی۔

ف ۴ تمام خط و کتابت بنام منیجر رسالہ ہونی چاہئے۔

ف ۵ جواب کے لئے جوابی کارڈ آنا ضروری ہے۔

ف ۶ خط و کتابت مین نمبر خریداری ضرور ہونا چاہئے۔

ف ۷ شکایت عدم وصول دو ہفتہ کے اندر آنی چاہئے ورنہ منیجر تلافی کا ذمہ دار نہ ہوگا۔

ف ۸ پرچہ بعد وصول قیمت یا ذریعہ وی پی ارسال ہوا کرے گا۔

ف ۹ پرچہ مین صرف وہ مضامین شایع ہون گے جو علمی یا اخلاقی حیثیت سے قابل اشاعت خیال کئے جائینگے۔

ف ۱۰ مضمون نگار صاحبون کے مضامین درج پرچہ کئے جانیکے انتخاب کئے جائینگے۔ اور جو مضمون قابل اشاعت نہ سمجھا جائیگا اوس کے شایع ہونیکی شکایت نہ ہونا چاہئے۔

ف ۱۱ مضامین کی عبارت بحیثیت زبان اگر قابل اصلاح ہوگی تو اڈیٹر اصلاح کے مجاز ہونگے اور اگر اڈیٹر کو مضمون کے حصہ یا کسی خاص اصطلاح سے اختلاف ہوگا تو وہ اوس پر نوٹ کرنے کے بھی مجاز ہونگے۔

جلد ۱ | شوال المکرم سنہ ۱۳۳۶ھ | نمبر ۳

عید

ھَنِیٓاءً لَکَ العِیدُ الَّذِی اَنتَ عِیدُہٗ ۔ وعیدٌ لِمَن سمّی وضحّی وعیّدا

مجھے فرمائشی مضمون لکھنا بالکل نہین آتا اور علی دنیا مین مجھپر اسقدر خود فراموشی کا عالم طاری ہے کہ بقول غالب۔

ہم وہان ہین جہان سے ہمکو بھی ۔ کوئی اپنی خبر نہین آتی

عید کا دن علی الخصوص ایک اور تازہ وپراز جذبات کیفیت طاری ہوتی ہے اسی کا ایک خاکہ کھینچنے کی کوشش کیجاتی ہے۔ اگراس مین بیجد شبہ ہے کہ آیا الفاظ اس کے لئے پوری طرح کام دیسکین گے یا نہین۔ جب عید کا دن آتا ہے تو میرے دل مین ایک جذبات کا طلاطم برپا ہوجاتا ہے کہ معمولی سونچ کے ساتھ ساتھ جب گھر سے باہر قدم نکلتا ہے تو سب سے پہلے یہ سمان نظر آتا ہے کہ بنی نوع انسان کی ایک جماعت اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اچھے اچھے لباس زیب تن کئے ہوئے مسجدون کی طرف

مروان ہے۔ یہ سمان مین سمجھتا ہون کہ بنی نوع انسان کے مختلف الکیفیات طبائع مین مختلف اثرات پیدا کرتا ہوگا۔ ایسے تو بہت سے ہونگے جو کسی اچھی نئی وضع کے کپڑے کو دیکھکر فوراً کہہ اٹھین کہ واہ کیا اچھا کپڑا ہے۔ یہ تو ایک عام سطحی نظر ہوگی جس سے چندان بحث نہین اور بہت سے ایسے بھی ہونگے جو غربت کی حالتین اور کسی کی شان امارت دیکھتے ہوئے ان کے دلین یہ خیالات پیدا ہون گے کہ واہ کیا ہین یہ پرتکلف شان بنصیب نہ ہوگی۔ ایسے خیالات کا ہر زمانہ مین ہر وقت پیدا ہوتے رہین۔ لازمہ شان تخلیق ہے اور حکمت نے اس کا یہی جواب دیا ہے۔ لا تمدن عینک الی ما متعنا بہ ازواجا منہم زاھرۃ الحیوۃ الدنیا لنفتنہم فیہ ورزق ربک ولقی۔ واہ کیسی عمیق تعلیم ہے جو اس بوقلمون ہستی مگر ساتھ ہی پراسرار بیچ ہستی کے جلوہ آرائے عطا کی ہے لیکن مین پوچھتا ہون کہ ان لکھو کھا افراد سے جو اس زبان کو اپنی آخرت کی زبان یقین کرتے ہین کتنے ہزار نہین تو کتنے ایسے ہین جو اس کو صحیح طور سے پڑھ بھی سکتے ہین اور پھر ان چندین کتنے ایسے ہین جو اس کے معنی کو سمجھ سکتے ہین اور پھر ان اقل قلیل مین سے کتنے ایسے ہین جنہون نے نظام تخلیق پر غور کی نظر ڈالنے کے بعد در حقیقت اسی کا اذعان پیدا کیا ہو کہ انسان کو اس دار المحن زندگی مین کوئی چیز باعث آرام ہو سکتی ہے تو وہ یہی حکمت حقیہ ہے کہ ہم دنیا کی اس تازگی پر اپنی آنکھہ نہ اوٹھائین واہ واہ مجھے بتاؤ کہ اس جماعت مین سے جو اس کی مدعی ہے کہ ہم یہی ہدایت تازہ رکھتے ہین اور جن کو اس ہدایت تازہ رکھنے کے صلہ مین خود یہی تازگی دنیا ملتی ہے کتنے ایسے ہین سچے دل سے اس پر عامل ہین۔ خیر یہ تو ابتداء منظر تھا۔ اس مین اور مختلف سمان نظر آتے ہین بہت سے ایسے بنی نوع ملینگے جن پر بظاہر اس عید کا اثر نہین ہے۔ بہت سے ایسے بھی ملینگے جو اپنی معمولی تکلیف اور مصیبت سے

بھری زندگی بسر کر رہے ہین لیکن خیر مجھے اس سے بھی زیادہ بحث کی ضرورت نہین
ایسے عام کیفیات زندگی پر بوڑھے نے بھی نظر ڈالی ہے اور آخر چلا اٹھا کہ نجات
صرف فنا مین ہے اب اسوقت ان جھگڑون مین پھنسنے کے لئے نہین ہون کیونکہ

خویش سالکم کن کمال زینت و بس ۔۔۔۔۔ در دگم شود وصال اینست و بس

اس زمانہ کا فلسفہ بھی کچھ اور ہے اور ہماری حالت و لوازم زندگی بھی پانچ برس
کی نسبت کچھ اور ہی ہے مین صرف اون جذبات سے بحث کرونگا جو عیدگاہ
جانے والون سے ہی متعلق ہو سکتے ہین۔ مین جب بیگم بازار کے راستہ سے
گذرتا ہون تو جو کچھ حالات پرانے سیاحون وغیرہ نے لکھے ہین وہ خاص طور پر تازہ
ہو جاتے ہین خاصکر سیاحان ارض مغرب کے بیانات علی الخصوص مسٹر ٹیورنیر کے تحریرات
جبکہ گویا ہماری قدیم شرقی تہذیب کا نقرئی جلوہ تھا۔ بیگم بازار کی چھوٹی چھوٹی
گلیان خبر دیتی ہین کہ ایک صدی بلکہ نصف صدی پیشتر بسنے والی خلقت
حیدرآباد موجودہ خلقت کی نسبت کسیقدر مختلف الخیال واقع ہوئی تھی۔
آجکل کے خیال کے لحاظ سے وہ تاریک خیال کے لوگ تھے لیکن جب ان
گلیون سے آگے بڑھا پرانے پل۔ مسجد میان مشک وغیرہ اور دور سے سیکڑون
گنبدون کو دیکھتا ہون تو اس سے زیادہ پرانا تاریخی زمانہ یاد آتا ہے اور یہ
سمان آنکھون کے سامنے پھر جاتا ہے کہ عروس البلاد کے اگلے بسنے والے
کس درجہ کے لوگ تھے۔ ماہران فنون ہندسیہ و تعمیر کا کمال فن خاصکر ہر چیز کو
اڑائے لئے جاتی ہے کہ وہ خالص اسلامی مہندسین تھے جنہون نے ایسے عمدہ
نقش چھوڑے جن مین نہ صرف اصول تعمیر بلکہ اصول حفظان صحت کا بھی
پورا پورا لحاظ پایا جاتا ہے اور بیسوین صدی کے اعلیٰ سے اعلیٰ مہندس بھی
ان کے کام پر عش عش کرتے ہین۔ مین تھوڑی دیر اس فخر کے پردہ مین گویا

فراموشی در خود فراموشی کے عالم مین چلا جاتا ہون کئی کثیف حجاب حائل ہوتے ہین۔ پھر دفعتہً چونکتا ہون کہ پرانے پُل پر سے گذرتے ہوئے شہر کو جھانک کر دیکھ لیتا ہون سامنے کا منظر ندی کی روانی کھلی فضا ان سب باتون سے میری خود فراموشی دور اور اچھی صحت والے کی زندگی مین آتا اور بہت دیر تک نظارۂ قدرت سے دماغ مین تازہ سرور حاصل کر لیتا ہون جو گویا آیندہ کے لیے سستانیکا باعث ہو عیدگاہ پہنچ گیا میرا عالم کا تالاب پھر ابھارتا ہے کہ ان پرانے مہندسون کے بعد ایسے وقت جبکہ مشرق کا ہندسہ و تعمیر گویا لب گور تھی ارض مغرب کے ہندسہ و تعمیر کے ساتھہ ملاکر رفاہ عام کا کیسا نمونہ ہمارے سامنے ہے مجھے یاد آجاتا ہے کہ اس سوا صدی سے ملک مین اس امر کی کوشش جاری ہے کہ مشرق کے قدیم تمدن کے ضروری سامان کو مغرب کے جدید آلات سے ملاکر سجایا جائے لیکن اس مین ہم کہان تک کامیاب ہوتے ہین۔ ان خیالات مین مین عیدگاہ کے اندر پہونچ جاتا ہون عیدگاہ کا شامیانہ بتاتا ہے کہ اب بھی ہم مین کچھ کاری گری باقی ہے واعظ کی وعظ و نصیحت بہت سے دلون کو رلاتی ہوگی لیکن میرا دماغ اس وقت اس قدر شدید ضغط مین ہے کہ گھر سے نکلنے کے بعد گویا یہی وقت سب سے اشد ہوتا ہے۔ لوگ عمدہ عمدہ لباس پہنتے ہوئے چلے آرہے ہین اور اگرچہ جتنے آتے تھے وہ نہین آئے اور بتاتے ہین کہ عروس البلاد کی یہی شان ہے جس مین تمام اسلامی دنیا اور ہندوستان مین حیدرآباد کا نام روشن رکھا ہی تاریخ کے سیکڑون صفحے میرے سامنے آجاتے ہین قاضی مفتی خطیب کوتوال صوبہ دار کی ہاتھی پر سواریان وہ سب پرانے جاہ و جلال کو آنکھون کے

سامنے لا کھڑا کرتی ہین۔ خطبہ شروع ہوتا ہے خطیب کو پہلے چند سال تک قدیم وضع خوشنما سفید جوڑا پہنایا جاتا تھا جو شاہجہان کے عہد کو آنکھون کے سامنے تازہ کرتا تھا اور موسیولیبان کا وہ صفحہ میرے آنکھون کے سامنے پھر جاتا تھا جس مین اس نے شاہجہان کے عہد کے جلوس کو تازہ کیا ہے۔

لیکن اب وہ لباس بھی مفقود ہوگیا بہرکیف خطیب نے جو اگرچہ عرب نہین تھا تاہم سورۃ الرحمٰن کی آئتین اس سوز و گداز سے پڑھین کہ قطعًا موتوا قبل ان تموتوا کا مصداق ہوگیا مین کسی اور ہی عالم مین تھا جو رستہ کے تمام عالمون سے دیگر تھا کہ مصرع قدر این بادہ ندانی بخدا تا نچشی۔ لیکن ابھی قراست آغاز ہوئی کہ ایک بچے کے چیخ پکار نے جو آخر نماز تک جاری رہی ورد دلسوز فراقی کو گویا عین عالم وصال مین منغض کردیا نماز ختم ہوگئی توپون کی گرج نے بتایا کہ ہم آصفی سلطنت کے سایہ مین ہین۔ بہرحال واپسی مین ہر وقت شبلی کی یہ نغمہ سنجی میرے ورد زبان رہتی ہے۔ جو اونہون نے حیدرآباد کے لئے نظم کی تھی حقیقت مین نظم ایک یادگار زمانہ ہے۔

یادگار حشم دیلم و سلجوق ہمی	مایۂ دولت بغداد و بخارا باتست
داستان ہائے عزیزان ہمہ از بر داری	خبراز قافلہ یثرب و بطحا باتست
گرچہ شیرازہ امت ہمہ ابتر شدہ است	آن ورقہائے پراگندہ بہ یکجا باتست
آن پراگندہ نژاد عرب و نسل عجم	یعنی آن دفتر اسلام باتست
گرچہ دون تازہ چمن آفت تاراج خزان	باز ہم بوئے خوشی زدن گل رعنا باتست

خیر یہ سب خیالات تاریخی فنا ہوگئے اب صرف ایک ہی خیال ہے جو عملی دنیا کے لحاظ سے بالکل قریب ہے۔ اتنے ہزارون نماز گذار کن جذبات و خیالات مین

مستغرق رہتے ہین کیا ان کا تمام دن کام ہین ہی صرف ہوتا ہے۔ کیا کبھی ان کو سوچنے کا کوئی وقت نہین ملتا۔ آخر یہ کیا کرتے رہتے ہین۔ کیا وہ اپنی موجودہ حالت اور دنیا کے نقشہ سے بے خبر ہین۔ اپنی دولت کے خبر ہے یا نہین۔
سوال کا جواب یہی ہے کہ ہم اپنی ذاتی خواہشون مین سرگردان ہین۔ کاش جو وقت بچتا ہے اوس مین کبھی کبھی اس پر غور کر لیا کرین کہ ہمارا کیا فرض ہے۔

راقم بے تاب مگر صابر

حضرت علی رضؓ مرتضی کرم اللہ عنہ

از نصیر الدین ہاشمی معتمد انجمن ثمرۃ الادب دار العلوم

گذشتہ سے پیوستہ

اسی عرصہ مین تین شخص خوارج سے اس امر پر آمدہ ہوئے کہ حضرت علی رضؓ اور امیر معاویہ و عمرو بن العاص کو قتل کر دین۔ اور قرار پایا کہ ایک ہی رات تینون اصحاب شہید ہون بقول بعض ۱۹ ار رمضان کی تاریخ اس کام کے لئے تجویز ہوئی۔
حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے مکان سے لوگون کو صبح کی نماز کے لئے پکارتے ہوئے برآمد ہوئے۔ بدبخت عبد الرحمان ابن ملجم نے ایک ایسی تلوار لگائی کہ آپ کا چہرۂ مبارک کنپٹی تک کاٹ دیا۔ اسی حالت مین

آپ ۲۱ رمضان کی شب کو راہی عالم جاودانی ہوئے[۱]۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
انتقال کے پیشتر آپ نے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو ارشاد فرمایا
کہ "مین تمہین تقویٰ اور پرہیزگاری کی نصیحت کرتا ہون۔ دنیا کی آرزو نہ کرو
اور جو چیز تم سے چھنی جائے اسپر متاسف نہ ہو راست بازی اختیار کرو یتیمون پر
رحم کرو۔ ضعیفون کی امداد کرو۔ ظالم سے خصومت اور مظلوم کی اعانت کرو۔
جو کچھ کتاب اللہ مین ہے اس کے موافق عمل کرو۔ خدا کے راستہ مین کسی
ملامت کنندہ سے مت ڈرو۔"

آپ عالم ربانی۔ مشہور شجاع۔ زاہد بے بدل اور مشہور و معروف خطیب
تھے۔ آپکی علمی قابلیت مسلمہ تھی آئندہ علحدہ علحدہ طور پر ہدیہ ناظرین ہوگی۔
آپ انتظام خلافت مین خویش و بیگانہ امیر غریب کو ایک نگاہ سے دیکھنے اور
انصاف کے ساتھہ کام کرنے کے عادی تھے۔ مال کے تقسیم مین آپ یہانتک
احتیاط کرتے تھے کہ چھوٹی سی چھوٹی چیز بھی تقسیم سے مستثنیٰ نہین رہنے دیتے
منقول ہے کہ ایک مرتبہ اصفہان سے کچھ مال آیا جس مین ایک روٹی بھی
تھی۔ پہلے آپ نے مال کے سات حصے کئے پھر روٹی کے سات ٹکڑے کرکے
ہر ایک حصے مین شامل کر دیا۔

آغاز خلافت مین۔ عراق۔ مصر۔ حجاز۔ یمن اور خراسان آپ کے زیر علم
تھے۔ صرف ملک شام پر امیر معاویہ کا قبضہ تھا لیکن بعد مین مصر پر بھی امیر
معاویہ نے قبضہ کر لیا۔

---

[۱] اسی طرح امیر معاویہ زخمی ہوئے لیکن زخم خفیف تھا صحت پاگئے اور عمرو ابن العاص
اوس روز بیمار تھے کسی اور اون کے شبہ مین قتل ہوا۔

وفات کے وقت آپ کے حسب ذیل گورنر حکمران تھے۔ بصرہ پر عبداللہ
ابن عباسؓ۔ فارس میں زیاد بن سمیعہ۔ یمن میں عبیداللہ بن عباسؓ۔
مدینہ منورہ میں ابوایوب انصاری۔ مکہ اور طائف پر قثم بن عباسؓ۔
حضرت علیؓ کو مسلسل بغاوتوں کے جاری رہنے سے لمبے چوڑے
قوانین وضع کرنے کا موقع نہیں ملا۔
صدقہ کی آمدنی فقرا و مساکین وغیرہ میں صرف ہوتی تھی اور جزیہ کا روپیہ
لشکر کی آراستگی سرحد کی حفاظت قلعوں کی تعمیر سڑکوں و پلوں کی تیاری
اور تعلیم میں صرف ہوتا تھا۔
ملک کی آبادی اور مرفہ الحالی کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مضافات
مدائن کے عامل (گورنر) نے صرف چار شہروں سے ایک کروڑ اسی لاکھ درہم
ایک سال میں وصول کئے۔
آپ تحصیل خراج کے متعلق اپنے عاملوں کو ہمیشہ تاکید کیا کرتے
تھے کہ ہر کام میں خدا سے ڈرتے رہیں۔ مسلمانوں کو دکھ نہ دیں۔ حق مقررہ
سے زیادہ نہ لیں۔ کسی کے ساتھ سختی نہ کریں۔ نرمی سے کام نکالیں
اور جس کا خراج باقی رہ جائے اس کا اسباب خانہ داری فروخت نہ کرائیں
آپکی عمر شریف بوقت وفات ۶۳ سال تھی بعض کا قول ۶۴ اور
۶۵ سال کا ہے۔ آپ نے پانچ سال چند ماہ خلافت کی آپکو بارہ صاحبزادے
اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ منجملہ اولاد نرینہ کے صرف پانچ صاحبزادوں
یعنی حضرات امام حسنؓ امام حسینؓ۔ محمد بن حنیفہؓ۔ عباسؓ اور عمرؓ سے آپکا
سلسلہ نسل جاری ہے۔

نصیر ـــــ ۰ ـــــ

یعقوب ابن لیث الصفّار

از جناب محمد جمیل الرحمٰن صاحب یم-اے پروفیسر تاریخ دار العلوم

ایران کے مشرقی حصے مین جھیل ہامون کی وہ دلدل واقع ہے کہ جس مین مشرقی اور شمالی ایران کے برساتی پانی آکر جمع ہو جاتا ہے۔ اسکا رقبہ موسم اور دریاؤن کے لحاظ سے ہمیشہ گھٹتا بڑہتا رہتا ہے۔ ارد گرد کی زمین ان تمام دریاؤن اور خصوصًا ہلمند (جس سے بہت سی قدرتی اور مصنوعی نہرین نکلتی ہین) کی وجہ سے نہایت ہی زرخیز ہو گئی ہے۔ اس حصے کے علاوہ باقی تمام علاقہ ایک ہیبتناک صحرا ہے۔ زمانۂ قدیم مین اس علاقہ کو زرنکا کہتے تھے۔ یہی لفظ قرون وسطیٰ مین زرنیکا بن کر ایک ایک شہر کا نام ہو گیا۔ دوسری صدی قبل مسیح مین یہان شمالی وحشی قوم ساکی آباد ہوئی۔ اس نسبت سے اس کو سکستان کہنے لگے جو آخر مین سگستان سجستان یا سیستان بن گیا۔ اس علاقہ مین ساہون کی کثرت ہے اور اسکے چارون طرف صحرا واقع ہے۔ اس کے شمال مین زابلستان ہے جو فی الواقع افغانستان کا ایک حصہ ہے اور زیادہ تر یہ اسی سلطنت کے زیر حکومت رہا ہے۔ ایران کے تمام بڑے بڑے بہادرون کے کارنامے سیستان مین وقوع مین آئے۔ چنانچہ رستم کے تمام قصون کا تعلق اسی سرزمین سے ہے۔ گو کہ قدیم

لہ ایک اور بیان کے مطابق عامل خراسان نے درہم کو قید کر کے بغداد روانہ کر دیا تھا۔

مذہبی کتابون مین ان حکایات کا مطلق پتہ نہین چلتا ۔

شروع زمانے مین ہی عربون نے سیستان کو فتح کر لیا تھا۔ مگر ملک کی دشوار گذاری کی وجہ سے ایک مدت تک یہ غیر مامون رہا۔ میدانی علاقون مین اسلام نے بہت جلد ترقی کی مگر شمالی کوہستان مین اس کو مدت مین ترقی نصیب ہوئی ۔ خاص سیستان مین بھی لوگون کی ضدی طبیعتون کا میلان خارجیت کی طرف رہا ۔ اور انہون نے خلفائے بنی عباس کے عاملون کو کبھی چین سے نہین بیٹھنے دیا۔ خاندان طاہریہ جو خلیفہ مامون کے وقت سے خراسان اور سیستان کا مالک تھا ان کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اس خاندان کے زوال کے ساتھہ ساتھہ ہی ان لوگون کا رنگ اور زیادہ باغیانہ ہوتا گیا۔ چنانچہ سیستان اور دیگر صحرائی علاقون مین "خارجی" اور "زرنگی" مترادف الفاظ سمجھے جاتے تھے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کے زوال کے ساتھہ ہی ساتھہ لوگون نے خارجیون کے خلاف اپنی حفاظت کے لئے جمیعتین بنالی تھین ۔ یہ لوگ بھی خارجیون کی طرح یہی کہتے تھے کہ ہم فی سبیل اللہ لڑتے ہین ۔ ایسی ہی جمعیت کے ایک سردار درہم نامی نے آخر زرنگ فتح کر لیا ۔ اور خاندان طاہریہ کے عامل کو نکال باہر کیا ۔ اس شخص کے ماتحتون مین ایک شخص یعقوب لیث تھا جو شروع مین ٹھٹھیرے کا کام کیا کرتا تھا ۔ اسی وجہ سے وہ اور اس کا خاندان صفار کے نام سے مشہور ہو گیا وہ اس کے جنگجو بھائی قرنین کے رہنے والے تھے جو کہ زرنگ کے بجانب مشرق مین بست کے مشہور شہر کی سمت مین واقع تھا ۔ اس کے زاد بوم کے قریب ہی رستم کے گھوڑے کا اصطبل بتایا جاتا ہے ۔ اور یہ ممکن ہے کہ اس کے قرب نے یعقوب کے دل و دماغ پر اثر کیا ہو ۔ اس سے پیشتر بھی

یعقوب ایک دفعہ ہتوڑے کی جگہ تلوار اٹھا چکا تھا۔ وہ صالح شاہ بست کی طرف سے پہلے بھی طاہریہ خاندان کے برخلاف لڑا تھا مگر آخرمین صالح نے طاہر سے شکست کھائی اور اپنا تمام ملک کھو بیٹھا۔ اس کے بعد یعقوب پر بہت سے عجیب و غریب واقعات گزرے۔ ورہم کی ماتحتی ہی مین وہ اپنی شجاعت و تہور کی بدولت بہت کچھ شہرت حاصل کر چکا تھا۔ اسس نے دست بدست لڑائی مین خارجیون کے مشہور بہادر عمان نامی افسر کو مارا تھا اس طرح آہستہ آہستہ وہ اپنے ساتھیون مین اس قدر مشہور ہو گیا کہ درہم نے بھی بہتر سمجھا کہ وہ حج کو روانہ ہو جائے اور پھر بغداد مین بودوباش اختیار کر لی۔ اب یعقوب ہی اس جمعیت کا سردار ہو گیا اور غالبًا وہ اسی وقت سے اپنے آپ کو امیر کہلانے لگا ہو گا۔ یہ لقب اس زمانہ مین تقریبًا بے معنی تھا کیونکہ اس کا اطلاق کسی فوجی افسر یا حاکم پر ہو سکتا تھا۔ اور ایسے بادشاہ کے لئے بھی استعمال ہوتا تھا کہ جس کے سامنے خلیفہ وقت کی حیثیت شاہ شطرنج کی سی تھی رفتہ رفتہ یعقوب نے اپنے وطن کو فتح کر لیا اور یہی جگہ آخر وقت تک اس کی سلطنت کا مرکز اور اس کے خاندان کے لئے ملجا و مامن رہی۔ لوگ اس کی طرف اس وجہ سے متوجہ ہونے لگے کہ اس نے ملک کو راہزنون سے پاک کر کے راستون کو مامون کر دیا تھا۔ سیستان کے بہادر باشندے خاص طور پر اس کے طرفدار ہو گئے۔ اور اپنے ہم وطن کی شخصیت پر بجا طور پر فخر کرنے لگے۔ اسی وجہ سے وہ سلطنت جس کی اس نے بنیاد ڈالی تھی سیستانی سلطنت کے نام سے مشہور ہو گئی تھی اس ملک مین اس زمانہ مین بھی خطبہ خلیفہ ہی کے نام پڑھا جاتا تھا۔ اس ظاہرداری کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہوئی کہ وہ اسوقت خارجیون کے مقابلہ پر لڑ رہا تھا۔ مگر یہ تمام

ظاہرداری کسی طرح بھی اس کی اولوالعزمی کے مانع نہ ہو سکتی تھی۔ زیادہ سے زیادہ یعقوب کو یہ کرنا پڑتا تھا کہ خلیفہ کی خدمت میں تحفے تحائف بھیجتا رہے کوائف سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع مین اس نے خاندان طاہریہ کے بادشاہ محمدؐ کو اپنا حاکم مانا تھا۔ یہ تمام واقعات ۸۶۱ئ؁ مین وقوع مین آئے۔

۸۶۷ئ؁ مین یعقوب نے اپنی سرحد عبور کرکے محمدؐ کے حاکم سے سخت جنگ وجدل کے بعد ہرات اور پشنگ لے لیا۔ ہرات کے شہر ہران دونون مین اکثر لڑائی رہا کرتی تھی۔ اسوقت وہ خراسان کے اتنے ہی حصے پر قانع ہو گیا کیونکہ خاندان طاہریہ اسوقت تک اس کے بس کا نہ تھا اس خاندان کے کئی آدمیون کو وہ قید کرکے اپنے ساتھ سیستان لے گیا مگر بعد مین خلیفہ معتز کے حکم سے ان کو آزاد کرنا پڑا خلیفہ کے پاس وہ پہلے ہی اس مال غنیمت مین سے جو کہ کافرون کے ساتھ لڑائی کے دوران مین ہاتھ لگا تھا تحائف بھیج چکا تھا۔ اصل مین اس کا مطلب یہ تھا کہ اسے کرمان کا جو کہ سیستان کے مغرب مین واقع ہے حاکم مقرر کردیا جائے۔ اتفاق سے علی ابن حسین کا بھی جو کہ پارس مین بہت طاقتور تھا یہی مدعا تھا۔ فی الحقیقت کرمان پارس ہی کا ایک حصہ ہے۔ خلیفہ یا یون کہو کہ محمدؐ نے جو اسوقت بغداد اور سر من رای کا حاکم تھا ان دونون کے نام اس امید پر فرمان بھیجدیئے کہ وہ دونون لڑ بھڑ کر خود ہی اپنے آپ کو تباہ کر لینگے۔

علی ابن حسین کے سپہ سالار طوق نے قبل اس کے کہ یعقوب سیستان کا دشوار گزار راستہ طے کرے فوراً ہی کرمان کے دارالخلافہ پر قبضہ کرلیا یعقوب ایک یا دو مہینے تک دارالخلافہ سے ایک روز کے مسافت پر ڈیرا ڈالے پڑا رہا بعد ازین اس نے وہان سے کوچ کیا اور دشمن کی حالت سے برابر باخبر رہا

آخر کار بے خبری کی حالت مین توک پر حملہ کرکے اس کو قید کرلیا۔ غنیمت مین یعقوب کو بہت کچھ مال متاع ہاتھ آیا۔ اس مین زیورون کا وہ صندوق بھی تھا جوکہ توک اپنے بہادرون کو انعام دینے کے لیے اپنے ہمراہ لایا تھا علاوہ ازین ایک صندوق زنجیرون کا بھی تھا۔ یہ زنجیرین قیدیون کے لیے تہین۔ یعقوب نے زیورات اپنے سپاہیون مین تقسیم کر دئے اور زنجیرون سے دشمنون کی مشکین کس لین۔ اور سب سے بہاری زنجیر توک کے لیے محفوظ رکھی۔ جب اس کی مشکین کسی جارہی تھین تو یہ معلوم ہوا کہ اس نے کچھ عرصہ قبل ہی گرمی کی وجہ سے اپنی فصد کہلوائی تھی۔ اسوقت فاتح یعقوب نے اس سے کہا کہ اس قدر عیش وعشرت مین زندگی بسر کرتے ہوئے تم ایک ایسے دشمن سے لڑنے کے لیے تیار تھے کہ جس نے دو مہینے سے بستر پر کمر نہین لگائی۔ جوتا نہین اتارا اور صرف اس روٹی پر گزارہ کیا جوکہ اس کے ساتھ تھی۔

اس کے بعد یعقوب قہستانی پارس کی طرف روانہ ہوگیا۔ یہ مقام کرمان سے بھی کہین اچھا تھا۔ اور خلیفہ وقت کی سلطنت مین سب سے زیادہ زرخیز تھا علی امد فقیر اذکے اعد سمر ہوا اور وہ لوگون نے اس کو لکھا کہ کافرون کے مقابلہ مین تمہاری لڑائیان ضرور قابل تعریف ہین مگر خلیفہ وقت کی حکومت مین مداخلت اور خونریزی گناہ کبیرہ سے بھی بدتر ہین۔ مگر ان کی ایک بھی پیش نہ گئی۔ بالآخر علی نے اپنی شکست خوردہ فوج کے باقی ماندہ آدمیونکو ساتھ لے کر دریائے کورا کے کنارے ایک محفوظ جگہ پر قلعہ بندی کی۔ یہ مقام دارالخلافہ سے بہت دور تو نہ تھا مگر اس مین خوبی یہ تھی کہ اس تک پہنچنے کے لیے صرف ایک ہی راستہ تھا اور بھی اس قدر تنگ کہ اس مین سے صرف

ایک آدمی بمشکل گذر سکتا تھا۔ یعقوب نے اپنی فوج کو دریا سے کچھ فاصلہ پر ہی ٹھیرنے کا حکم دیا۔ اور خود پندرہ فٹ لمبا نیزہ لے کر موقع دیکھنے کے لیئے آگے بڑھا۔ دوسرے کنارے پر سے دشمنون نے بہت سے حقارت آمیز فقرے چست کیئے مگر اس کو ایک ایسی جگہ معلوم ہوگئی جہان سے فوج بآسانی دریا عبور کر سکتی تھی اس نے فوراً اپنی فوج کو حکم دیا کہ تمام اسباب چھوڑ کر دریا مین کود پڑو۔ غرض اس ترکیب سے دشمن پر اچانک پیچھے سے حملہ ہوا اور وہ بغیر مقاومت بھاگ نکلا۔ ایک عینی شاہد کا بیان ہے کہ اس دریا کو عبور کرتے وقت یعقوب کی فوج ایک بڑے کتے کے پیچھے پیچھے رہی جس کو اس نے شاید پانی کی طاقت اور روانی معلوم کرنے کے لیئے دریا مین چھوڑ دیا تھا۔ اس معرکہ مین علی بھی گرفتار ہوگئے۔ یہ واقعہ ۸۶۹ء کا ہے۔ آیندہ شب شیراز بھی فتح ہوگیا۔ باشندگان شہر کا خیال تھا کہ یعقوب تمام شہر کو اپنی فوج سے لٹوائیگا۔ مگر اس نے سوائے شاہی خزانہ اور علی اور اس کے امرا کی جائداد کسی چیز کو ہاتھ تک نہین لگایا۔ علی اور توک جنہون نے اس کی ذات پر حملے کیئے تھے طرح طرح کے عذابون کے بعد اپنے پوشیدہ خزانون کے ظاہر کرنے پر مجبور ہوئے۔ چندہی روز کے بعد وہ اپنے قیدیون اور مال غنیمت کو ساتھ لے کر سیستان روانہ ہوگیا۔ وہان پہنچکر اس نے خلیفہ کو نہایت ہی بیش بہا تحائف بھیجے اور ساتھ ہی اپنی وفاداری کا یقین دلایا۔ مگر اسوقت تک یہ تمام کام صرف ایک راہزن کے کامیاب پلے سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا اس وقت تک اس کی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ پاس کے منتقل قبضے کا بھی ارادہ کرتا۔ کیونکہ تمام ملک مین بلند پہاڑ کھڑے تھے اور طرح طرح کی قدرتی رکاوٹین موجود تھین۔ اس علاقہ مین قلعے بھی کثرت سے پائے جاتے تھے

اسوقت یعقوب کرمان کا مالک تو تھا مگر پوری طرح نہین اتفاق سے بارش کے برفانی کوہستان کے وحشی باشندے آہستہ آہستہ اس کے اور اس کے جانشینون کے مطیع ہوگئے ۔

یعقوب نے اپنی فتوحات کا تمام زور شمال کے کوہستانی علاقہ پر ڈالا جہان معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے بھی کچھ لڑ بھڑ چکا تھا۔ اس نے اور اس کے جانشینون نے ان مقامات پر بہت سے چھاپے مارے مگر اتفاق سے ان کی کوئی تفصیل ہم تک نہین پہونچی۔ بہر حال انہون نے اس ملک مین جس کو اب افغانستان کہتے ہین اسلام کی ترقی مین بہت مدد دی ۸۷۰ء مین اس کا ایک سفیر دربار خلافت مین ان بتون کو لے کر حاضر ہوا جو اس نے کابل اور اس کے گرد و نواح مین پائے تھے ۔ اس قسم کے تحائف مدت سے دار الخلافہ اسلام مین نہ دیکھے گئے تھے ۔ ان تمام باتون کی وجہ سے حامئی اسلام کی حیثیت سے یعقوب کی وقعت عام لوگون مین بہت زیادہ بڑھ گئی اس سفارت کا ایک اور اہم مقصد بھی تھا۔ کہ معلوم ہوجائے کہ اب خلیفہ اپنی وفادار رعیت یعنی یعقوب کو کونسا علاقہ دیگا۔ موفق جو کہ اس وقت نائب السلطنت کی حیثیت مین کام کر رہا تھا یہ چاہتا تھا کہ یعقوب کفار اور دور افتادہ مسلمانون کے مقابلہ مین لگا رہے۔ موفق کا یہ خیال تھا کہ اس طرح وہ خلیفہ کی سلطنت سے دور ہی دور رہے گا۔ جب مختلف بغاوتون کے بعد محمد ابن واصل پارس مین فتحیاب ہوا اور اس کو خلیفہ نے بھی حقیقی حاکم تسلیم کرلیا تو یعقوب اس علاقہ پہ فوج کشی کے لئے روانہ ہوا ۔ اسی وقت اس کو خلیفہ کا ایک خط ملا جس مین اسے سیستان۔ کرمان کے علاوہ بلخ اور ہندوستان تک کے تمام شمالی علاقون کا حاکم مقرر کیا تھا

غرضکہ موفق نے اس کو پارس سے دوران ممالک کا حاکم مقرر کیا جو کہ پہلے ہی اس کے قبضے میں تھے یا جن کو حکومت سے پہلے فتح کرنا ضروری تھا۔ اسکا صاف طور پر پتہ نہیں چلتا کہ آیا وہ یعقوب سے مقررہ خراج کا بھی متوقع تھا یا نہیں۔

تھوڑے ہی عرصے بعد یعقوب نے بلخ پر قبضہ کر لیا اور ہم خود تصور کر سکتے ہیں کہ یعقوب جیسے سپاہی نے اپنے سرحدی علاقہ کی نئی رعایا سے کیسا سلوک کیا ہوگا۔ اور اسے خراج وصول کرنے میں کیا کیا سختیاں کرنی پڑی ہونگی۔ بہرحال مدت دراز تک اس کا اور اس کے جانشینوں کا نام بلخ کے گرد و نواح میں اچھی طرح نہ لیا جاتا تھا۔ ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ علاقے جو اس کے یا اس کے خاندان کے زیر حکومت رہے ہمیشہ بدترین محاصل اور خراجوں کو برداشت کرتے رہے۔ ہم یہ بھی بخوبی جانتے ہیں کہ اسنے اور اس کے خاندان نے کرمان اور سیستان کے علاوہ اپنی رعایا کی بہبودی کی کبھی پرواہ تک نہ کی۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ وہ خراج اور محاصل کے معاملہ میں نہایت ہی سخت تھے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ایک سپاہی سے اس سے زیادہ توقع بھی نہ ہو سکتی تھی۔ مگر اس بات سے کہ ایک صدی بعد تک سیستانیوں کا نام اچھی طرح نہیں لیا جاتا تھا صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس معاملہ میں حد سے گزر گئے تھے۔

اس اثنا میں عین خراسان میں بھی خاندان طاہریہ کے بادشاہ محمدؒ کی طاقت بتدریج گھٹتی چلی گئی۔ حسن بن زید حاکم طبرستان نے اس سے گرگان کا علاقہ بھی چھین لیا تھا۔ خراسان کے اور علاقے بھی اسیطرح اور لوگوں کی دست برد میں آگئے تھے۔ ان حالات کو دیکھکر یعقوب کو یہ

ہمت ہوئی کہ اس تمام علاقے پر قبضہ کرلے کہ جس کا مشرقی حصہ پہلے ہی اسکے قبضہ مین تھا۔ ان تمام باتون سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے خلیفہ کے مقرر کردہ علاقون پر ہرگز قناعت نہ کی۔ حملہ کرنے کا بہانہ بھی اسے فوراً ہی ہاتھ آگیا۔ عبداللہ نے سیستان مین یعقوب کے خلاف بغاوت کردی اور آخر کار وہان سے بھاگ کر خراسان مین پناہ لی۔ کچھ خط وکتابت کے بعد محمد بن زید نے اس کو اس بات پر رضامند کرلیا کہ بجائے نیشاپور کے وہ اس کی ماتحتی مین چندان اضلاع پر قبضہ کرلے جو کہ یعقوب کے علاقے مین واقع تھے۔ صفار جس نے اس معاملے سے قبل ہی خراسان کے تمام امراسے سمجھوتا کرلیا تھا یہ سنتے ہی سیستان سے براہ ہرات نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ محمد نے اس کے پاس سفیر بھی بھیجا مگر محض بے سود ہوا۔ ۲۵۹ھ مین یعقوب بغیر کسی مزاحمت کے طاہریون کے بارونق دارالسلطنت نیشاپور مین جا داخل ہوا۔ محمد یا تو بھاگ ہی نہ سکا یا اس نے بھاگنا ہی نہ چاہا وہین نیشاپور ہی مین مقیم رہا کہا جاتا ہے کہ اس کا یہ خیال تھا کہ وہ یعقوب پر اپنا اثر ڈال سکیگا۔ اس کا ارادہ تھا کہ غاصب سے زجر و توبیخ سے پیش آئے مگر یعقوب نے چپکے سے اسکو اور اس کے خاندان کے تمام ممبرون کو قید کرلیا۔ اسطرح خراسان مین خاندان طاہریہ کا پنجاہ سالہ دور حکومت ختم ہوا۔ اس کے بعد ہی یعقوب نے ایک سفارت دربار خلافت مین روانہ کی اور یہ جتلایا کہ اس نے یہ کام خود خراسانیون کے کہنے پر کیا ہے۔ کیونکہ محمد کے زمانے مین حکومت وسلطنت مین خرابی پڑ گئی تھی۔ اور یہ کہ نیشاپور کے باشندے خود اس کے استقبال اور شہر کو حوالے کردینے کے لئے شہر سے باہر آگئے تھے

وفاداری کے اظہار کے لئے سفارت کے ساتھہ ہی اس نے خلیفہ کی خدمت مین ایک خارجی کا سر بھی بھیجا تھا۔ جو تیس برس سے اپنے آپ کو امیرالمومنین کہلواتا تھا۔ سفارت کو شرف باریابی عطا ہوا مگر یہ حکم ملا کہ اگر یعقوب اپنے آپ کو بغاوت کے الزام سے بچانا چاہتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ خراسان کو فوراً خالی کر دے۔ اور حق فی الواقع اس کے چند آدمی جو کہ اسوقت بغداد مین موجود تھے قید کر لئے گئے۔ مگر یعقوب ان تمام کارروائیون سے دہو کے مین آنے والا نہ تھا۔ وہ نہایت ہی اطمینان سے اپنے مفتوحہ ملک کے نظم و نسق مین مشغول ہو گیا۔ سیستان کے باغی عبداللہ نے محمد کی شکست کے بعد طبرستان کے علوی بادشاہ کے ہان پناہ لی تھی۔ اس نے اس کے حوالے کرنے سے انکار کیا۔ اس پر یعقوب نے اس ملک پر بھی حملہ کرنے کا ارادہ کر وایا۔ راستے مین اسے ایک شخص ملا جو ایک مذہبی جماعت کا سرگروہ تھا۔ اس نے آپ کو یعقوب کی مدد کے لئے پیش کیا۔ یعقوب نے اسکی استدعا قبول کرنے کے بجائے اس کو قید کر لیا۔ تفصیل معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہم صاف طور پر یہ نہین کہ سکتے کہ یعقوب نے اس کے ساتھہ دہوکے اور فریب سے کام لیا۔ مگر بہرحال اس معاملے مین اور محمد کی قید کے بارے مین اس پر فریب دہی کا شبہ ضرور ہوتا ہے۔ یعقوب ساحل سمندر کے ساتھہ ساتھہ گیا اور اس طرح دشوار گزار پہاڑون کو مشرق مین چھوڑ دیا پرانے قلعے جو اس علاقے کو شمالی خانہ بدوش اقوام کی زور سے بچانے کس طرح اس کے مزاحم نہ ہو سکے۔ جلد ہی وہ ساری کے گرد و نواح کے اس میدان مین جا پہونچا جو بحیرہ خضر کے شمالی ساحل پر واقع ہے۔ یہان حسن نے اس کا مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور رویلم کے پہاڑون مین پناہ گزین ہوا۔

یعقوب نے فوراً ساری اور اموّل کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اور چونکہ اسے یہ خوب معلوم تھا یہ مقامات مستقل طور پر اس کے قبضے میں نہیں رہ سکتے اس لئے ان سے ایک سال کا خراج وصول کیا۔ اس کے بعد وہ حسن کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ مگر بلند اور جنگلوں سے ڈھکے ہوئے پہاڑ اسکے لئے نہایت خطرناک تھے۔ اور خاصکر اس زمانے میں کہ بارش کی جھڑیاں ہفتوں بند نہ ہوتی تھیں۔ یہ علاقہ اپنی رطوبت کی وجہ سے ایسا ہی بدنام ہے جیسا کہ ایران کا باقی حصہ اپنی خشک سالی کے سبب تمام ملک میں گھنے جنگل ہیں۔ یہی یعقوب کے واپس آجانے کی وجوہ تھے۔ کیونکہ ممکن تھا کہ کسی تنگ درے میں پھنسکر اپنی تمام فوج سے ہاتھ دہونا پڑے۔ اس سے پہلے بھی وہ بہت سا اسباب باربرداری کے جانور اور بہت سے سپاہی کھو چکا تھا۔ تاریخ دان جانتے ہیں کہ یعقوب کا حال ایرانی جرنیل سے بہرحال بہتر تھا کہ جس نے ان کوہستانوں میں داخل ہونے کی جرات کی تھی۔ طبرستان سے واپس آکر اس نے رَے کا رخ کیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عبداللہ نے وہاں کے گورنر کے پاس پناہ لی ہے۔ حاکم رَے نے اپنے آپ کو یعقوب سے بچانے کے لیے عبداللہ کو اس کے حوالے کر دیا۔ عبداللہ کو قتل کر کے وہ پھر واپس ہوا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ میڈیا کے فتح کرنے کا وقت ابھی نہیں آیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد حسن اپنے ملک میں واپس آیا اور ان تمام لوگوں کو جنہوں نے یعقوب کا ساتھ دیا تھا۔ سخت سزائیں دیں۔ یعقوب کے قیام طبرستان کے زمانہ میں حسین خاندان طاہریہ کے ایک ممبر اور محمد کے بھائی نے ترکوں کی ایک جمعیت کے ساتھ مرو کے جنوبی حصے پر قبضہ کر لیا تھا۔ مگر یہ نہیں

کہا جا سکتا کہ وہ اس جگہ کتنی مدت رہا۔ بہر حال یعقوب اپنے تمام نقصانات
کے باوجود خراسان کا ویسا ہی بادشاہ بنا رہا۔ ساری کے فتح کے بعد
ہی یعقوب نے ایک اور سفارت دربار خلافت مین روانہ کی تھی۔ اور
خلیفہ کو یہ خوشخبری دی تھی کہ اس وقت اس کے پاس کم از کم پچاس
علوی قید ہین۔ مگر یہ امر اس کی معافی کے لئے کافی ثابت نہ ہوا سنہ ۸۷۴ء
کے آخر مین خلیفہ نے عبید اللہ[1] کی معرفت شمال مشرق کے تمام حاجیونکو
جو اسوقت بغداد مین اپنی واپسی مین حاضر تھے جمع کیا اور ان کو ایک فرمان
سنایا جس مین یعقوب کو غاصب اور حاکم علاقہ کی قید کو ایک جرم قرار دیا
تھا۔ ایسا فرمان دور دراز مقامات مین خلیفہ کے حکم کے متعلق اطلاع
دینے مین نہایت ہی موثر ہوا کرتا تھا۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ ایسے
وقت مین حاجی اپنے دینی جذبات کے لحاظ سے خلیفہ کے حکم پر زیادہ توجہ
کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اس فرمان کی تیس نقلین مختلف مقامات مین
بھیجی گئین۔

اسی زمانہ مین عبداللہ ابن واثق جو کہ خلیفہ کے معتمد اور نائب السلطنت
موفق کا چچا زاد بھائی تھا دفعتہ یعقوب کے کیمپ مین انتقال کیا۔ اتفاق
سے ہم کو اس واقعہ کے سوائے اسکے متعلق اور کوئی تفصیل معلوم نہین۔ ممکن ہے کہ

---

[1] خاندان طاہریہ کا شجرہ نسب یہ ہے۔

طاہر
عبداللہ
عبیداللہ — طاہر
طاہر: حسین — محمد

عبداللہ یعقوب کے پاس اس امید سے آیا ہو کہ اس کی مدد سے اپنے باپ اور بھائی (مہندی) کا تخت و تاج حاصل کرے اور یعقوب نے اسکو خلیفہ کے اشارے سے قتل کرا دیا ہو۔ مگر تاہم اس واقعہ کے اور اسباب بھی ہو سکتے ہین۔

یہ یقینی طور پر نہین کہا جا سکتا کہ خلیفہ کی دورخی اور خراسان مین ایک سے زاید عمال کی تقرری سے یعقوب تنگ آگیا تھا۔ یا جنوبی اضلاع کی حالت نے اس کے جذبات حرص کو بڑھایا تھا۔ مگر یہ یقینی ہے کہ اب پھر وہ پارس کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اپنے بھائیون (عمر اور علی) کو خراسان مین حقوق کی حفاظت کے لئے چھوڑ گیا۔ (باقی وارد)

ترجمہ

محمد جمیل الرحمن ایم۔اے

—•—

ایمان اور اعمال صالحہ

از حافظ محمد مظہر صاحب (دار العلوم)

اس زمانہ میں جبکہ عربی سے عموماً اور علوم اسلامیہ و قرآن مجید سے خصوصاً دلچسپی اور شوق روز بروز کم ہوتا جارہا ہے۔ حلقۃ القرآن ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ میرے خیال میں ہر اوس شخص کی جو کچھ بھی عربی جانتا اور قرآن مجید کو تھوڑا بھی سمجھ سکتا ہے یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ حلقہ کے سامنے کسی نہ کسی وقت اپنے خیالات ظاہر کرے تاکہ دوسروں کو بھی اسکا شوق ہو۔ اس لحاظ باوجود ہیچ مدانی میں آج آپ کے سامنے آیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ ایمان اور اعمال صالحہ پر گفتگو کروں۔

سب سے پہلے میں یہ ظاہر کردیتا ہوں کہ میرے مضمون کا اصلی مقصود اور اصلی مخاطب میرا نفس مذنب و خاطی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یا ایھا الذین امنو لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون	اے ایمان والو کس لئے ایسی بات کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ خدا کے پاس بڑا گناہ ہے کہ ایسی بات کہے جو نہ کرے۔
اور میری حالت ہے کہ وما ابرء نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی لغفور رحیم	اور میں اپنے نفس کی برأت نہیں کرتا یقیناً نفس برائی کی طرف مائل ہے۔ لیکن اگر اللہ رحم کرے۔ بلاشبہ میرا رب غفور اور رحیم ہے۔

اس صورت مین میری جرأت اور مجال نہین کہ باوجود اپنی گم گشتگی کے بجائے دوسرون کی رہبری کرون۔ دو سال قبل حیدرآباد مین ایک مشہور مبلغ اسلام آئے تھے اور اونہون نے سورۃ والعصر کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ جہان کہین ایمان والون کا ذکر اون کے مدارج عقبیٰ کا بیان قرآن مجید مین ہوا ہے وہان اعمال صالحہ کی شرط بھی لازمی طور پر رہتی ہے اور ایمان بغیر عمل صالح مقبول نہین۔ اس تقریر کے ساتھہ ساتھہ مجھکو خیال آیا قرآن مجید مین ایسی آیات بھی ہین جن مین ایمان والون کا ذکر اور اون کے مدارج عالیہ کی بشارت درج ہے۔ لیکن اعمال صالحہ کے الفاظ شامل نہین ہین اور اسی کے ساتھہ فی الوقت وہ آیات بھی یاد آئے۔ پہر یہی خیال آیا کہ قرآن مجید کی حالت یہ ہے کہ تفسیر بعضہا بعض اس لئے اعمال صالحہ کی تصریح خود قرآن مجید سے ہونی چاہیئے کہ کیا ہین تھوڑے غور کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ اونھین آیات مین جو مجھکو یاد آئی ہین اعمال صالحہ کے الفاظ تو نہین ہین لیکن جس کام کا حکم اون مین دیا گیا ہے یا جن افعال کی بنا پر فلاح کی بشارت دی گئی ہے وہ بجائے خود اعمال صالحہ ہین۔ اس طرح دونون سوالون کا جواب حل ہوگیا کہ کسی جگہ ایمان کے ساتھہ صرف اعمال صالحہ کا ذکر ہے اور اعمال صالحہ کی تفصیل نہین ہے جیسے کہ سورۃ والعصر مین اور کسی جگہ اعمال صالحہ کا خاص لفظ تو لایا نہین گیا ہے لیکن وہان ایسے کامون کا ذکر ہوا ہے جن کا فعل یا ترک فعل حضرت مالک الملک ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ کبریائی مین مقبول ہے اور یہی حقیقت مین اعمال صالحہ ہین جو آیتین اوسوقت مجھکو یاد آگئین تھین وہ یہ ہین۔

یا ایھا الذین آمنو توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا عسیٰ ربکم ان یکفر عنکم کھیاتکم ویدخلکم جنات تجری من تحتھا الانھار	اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف توبہ نصوح شاید تمہارا پروردگار تمہارے گناہ بخشدے اور تم کو جنتون مین داخل کرے جن کے نیچے نہرین بہتی ہین -
قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون والذین ھم عن اللغو معرضون والذین ھم الذکوۃ فاعلون والذین ھم لفروجھم حافظون الا علی ازواجھم او ماملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذالک فاولئک ھم العادون والذین لاماناتھم وعیدھم راعون والذین علی صلواتھم یحافظون اولئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خلدون -	یقیناً فلاح پائی اون مومنون نے جو اپنی نماز مین ڈرتے ہین - اور وہ لوگ جو لغویات سے روگردان ہوتے ہین - اور وہ لوگ جو اپنی شرم گاہونکی حفاظت کرتے ہین - باستثنا انہی ازواج اور لونڈیون کے جس پر وہ قابل ملامت نہین اور جو اس کے علاوہ تلاش کرے وہ تجاوز کرنے والون مین ہین - اور جو لوگ اپنی امانتون اور معاہدون کو نگاہ رکھتے ہین - اور جو لوگ اپنی نمازون کی حفاظت کرتے ہین - اور یہ لوگ وارث ہین فردوس کے اور اس مین ہمیشہ رہین گے -

حلقہ القرآن مین شرکت کے بعد مجھکو اس اجمال کی تفصیل حلقہ مین کرنے کا خیال آیا اور اون آیات قرآنی کو خاص طور سے دیکھنے لگا جن مین ذکر ایمان یا ذکر اعمال صالحہ ہوا ہے اور اس سے جو باتین مینے سمجھی ہین وہ آپ کے سامنے ظاہر کرتا ہون -

آیات قرآن مجید جنمین ایمان اور مومنون کا ذکر ہوا ہے۔ چھہ اقسام مین منقسم کیئے ہین۔ (قسم اول) مین مومنون کو مخاطب کرکے کسی کام کرنے کا حکم دیا گیا ہے یا کسی کام سے منع کیا گیا ہے۔ اس قسم کے آیات مختلف طریقون سے وارد ہوئی ہین کہین یا ایھا الذین آمنو کے احکام دیئے گئے ہین۔ جیسے کہ وہی آیت جو اوپر گذری اور کہین جناب حضرت سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کو حکم ہوا ہے کہ مسلمانون کو کہدین مثلاً۔

قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون۔	کہدو اے محمد مومنون کو کہ اپنی نگاہین نیچی کرین اور اپنی شرم گاہون کی حفاظت کرین یہ اون کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے اور اللہ بہت خبر رکھتا اون کے کامون کی۔

بعض جگہ بالفاظ ماضی اون مومنون کا ذکر ہوتا ہے۔ جن کو خداوند تعالیٰ کی رضامندی کی نعمت نیک اعمال کے صلہ مین حاصل ہوئی ہے۔ اور اون کے اعمال کی تفصیل بھی کی گئی ہے۔ اس کی مثال آیہ قد افلح المومنون ہے بعض جگہ اس قسم کے مماثل آیات بالفاظ مضارع آئے ہین۔ اس کی مثال۔

ان الذین من خشیۃ ربھم مشفقون والذین ھم بآیات ربھم یومنون والذین ھم بربھم لایشرکون والذین یوتون ما آتوا وقلوبھم وجلۃ انھم الی ربھم راجعون	بیشک وہ لوگ جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرتے ہین۔ اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار کے آیات پر ایمان لاتے ہین۔ اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار کے ساتھہ شریک نہین ٹھہراتے ہین اور وہ لوگ جو دیتے ہین وہ جو اونکو دیا گیا ہے (خیرات کرتے ہین) اور اونکے قلوب اس بات سے ڈرتے ہین کہ انکو

اولئک یسارعون فی الخیرات وھم لھا سابقون ۔	پروردگار کی طرف پلٹنے والے ہین یہی لوگ جلدی کرتے ہین نیکیون کی طرف اور وہی آگے جانے والون مین ہین ۔

بعض جگہ بالفاظ استفہام احکام دیئے گئے ہین اس کی مثال ۔

الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ من الحق ۔	کیا وقت نہین آیا اون لوگون کے لئے جو ایمان (ظاہری) لائے ہین اور انکے دلونمین خدا کو یاد کرکے اور اوس چیز جو حق طور پر نازل ہوئی خشوع پیدا

ان چارون طریقون سے جو احکام اہل ایمان کو قرآن مجید مین دیئے گئے وہ نہایت کثیر ہین ۔ ان آیات کے آخر مین کہین تو فلاح ومغفرت اور انعام آلہی کا ذکر ہے ۔ بعض جگہ نہین ۔ غور کرنے سے اوس کی وجہ یہ واضح ہوئی ہے کہ جو افعال صرف دینوی ہین اون کو مجرد بجالانا کافی ہے جیسے کہ ۔

یاایھا الذین آمنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین ۔	اے ایمان والو جو پاک چیزین اللہ نے تم پر حلال کی ہین اون کو حرام نہ ٹھیراؤ اور زیادتی نکرو اللہ زیادتی کرنیوالون دوست نہین کرتا ۔

(قسم دوم) مین نام نہاد مومنون کے متعلق ظاہر فرمایا گیا ہے کہ وہ مومن نہین ہین اور اس کے دلیل کے طور پر اون کو برے اعمال کی تفصیل کی گئی ہے جیسے کہ ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الآخر وما ھم بمومنین یخادعون اللہ والذین آمنو وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون ۔ بعض آدمی کہتے ہین کہ ہم خود اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے ہین اور وہ مومن نہین ہین ۔ اللہ کو اور ایمان والون کو دہوکہ دیتے ہین مگر وہ (حقیقت مین) اپنے نفس کو

دہوکہ دیتے ہین اور سمجھتے نہین ہین اس کے بعد آگے چلکر اون کے برے اعمال کی اسطرح تصریح ہوئی ہے۔

واذا قیل لهم لا تفسدوا فی الارض انما نحن مصلحون الا انهم هم المفسدون ولاکن لا یشعرون واذا قیل لهم آمنوا کما آمن الناس قالوا انؤمن کما آمن السفہاء الا انہم هم السفہاء ولاکن لا یعلمون۔ واذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا واذا خلوا الیٰ شیاطینهم قالوا انا معکم انما نحن مستهزؤن۔

اگرچہ منافقون کا ذکر قرآن مجید مین کثرت سے آیا ہے لیکن ایسی آیات جنمین الفاظ ایمان بھی بصراحت درج ہین اور پھر عدم ایمان کا ذکر ہوا ہی زیادہ نہین ہین۔

آیات (قسم سوم) مین مجمل ذکر ایمان لانیوالون اور اعمال صالحہ کرنے والون کا بالفاظ ماضی یا مضارع کرکے ثواب اخروی کی خبر دیگئی ہے جیسے۔

ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات کانت لهم جنات الفردوس نزلاً ومن یومن باللہ ویعمل صالحہ	بیشک وہ لوگ جو ایمان لاتے اور اعمال صالحہ کئے جنات الفردوس مین اتریں گے۔ جو شخص اللہ پر ایمان لایا اور نیک عمل کیا

یدخلہ جنات تجری من تحتہا الانہار۔	اوس کو جنتون مین داخل کرے گا جس کے نیچے نہرین بہتین ہین۔

آیات (قسم چہارم) مین دینوی مدارج کا وعدہ مومنون یا اعمال صالحہ کرنے والون کے ساتہہ فرمایا گیا ہے جیسے۔

وکان حقا علینا نصر المومنین۔	اور لازم ہے ہم پر مومن کی نصرت۔
وعد اللہ الذین آمنو منکم وعملوا الصالحات لیستخلفہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ان الارض یرثہا عبادی الصالحون۔	اللہ وعدہ کرتا ہے اون لوگون سے جو ایمان لاتے ہین تم مین سے اور اعمال صالحہ کئے ہین کہ قریب مین زمین مین خلیفہ بنائیگا جیسا تم سے پہیلترون کو خلیفہ بنایا۔ بیشک زمین کے وارث میرے عباد صالحین ہونگے۔

ایسی آیات زیادہ نہین ہین۔

آیات (قسم پنجم) مین مطلق ایمان والون کا ذکر کرکے اوس کے ساتہہ انعام خداوندی کا ذکر ہوا ہے۔ جیسے۔

ہو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین۔	(آرام واطمینان) مومنین کے قلوب پر نازل کیا۔

ایسی آیات بہت کم ہین اور ان کا سیاق اور شان نزول یہ ظاہر کرتا ہے کہ ایسی آیتین صحابہ رضوان اللہ علیہم کی شان مین وارد ہوئی ہین جن کا ایمان اعمال صالحہ کی کسوٹی پر پوری طرح پر کہلیا گیا تہا۔

آیات (قسم ششم) مین حکایات و واقعات مومنین کے یا تو خداوند تعالے نے بیان فرمائے ہین یا کسی کی زبان سے اسکا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان مین مقصود بالذات کوئی حکم یا نہی نہین بلکہ صرف اخبار و حکایات ہین جیسے کہ

ضرب اللہ مثلا الذین آمنوا امرۃ
فرعون اذ قالت ربک ابن لی عندک
بیتا فی الجنۃ ونجنی من فرعون
وعملہ ونجنی من القوم الظالمین
وقال رجل مومن من آل فرعون
یکتم ایمانہ اتقتلون رجلا ان
یقول ربی اللہ۔

اس قسم کے آیات مین وہ آیات بھی شامل ہو سکتی ہین جن مین دعا کی تعلیم مسلمانون کو ہوئی ہے۔

ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی
للایمان ان آمنوا بربکم فآمنا
ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا
سیأتنا مع الابرار۔

اخبار وحکایات اور دعا کی جو آئتین ہین اون مین عملاً بڑی حد تک بلکہ بالکلیہ اعمال صالحہ وغیر صالحہ کا تذکرہ ضمناً موجود ہے۔

الغرض ہر ایک آیت سے جسمین ایمان واہل ایمان کے الفاظ ہین۔ صاف طور پر مستنبط ہوتا ہے کہ ایمان یعنی اقرار وایقان ایمان باللہ کے ساتھ ہی ساتھ اعمال صالحہ کی پابندی لازمی ہوجاتی ہے۔ اعمال صالحہ کی تفصیل جو کچھ قرآن مجید مین اللہ جل شانہ نے فرمائی ہے وہ انسانی زندگی کے لئے خواہ اوس کا تعلق تہذیب نفس سے ہو خواہ تدبیر منزل یعنی معاشرت سے خواہ تمدن وکاروبار دنیا سے خواہ سلطنت وحکمرانی سے

نہایت بہترین معیار عمل ہے۔ اور دنیا کا کوئی مذہب اور کوئی فلسفہ اس سے بہتر اور عمدہ تر معیار انسانی زندگی کو کامیاب اور پاکیزہ طریقہ سے بسر کرتے اور دنیا مین دین دا تقا کو باقی رکھکر ہر قسم کی اخلاقی معاشرتی تمدنی سیاسی ترقی کرنے کے لیئے پیشین گوئی نہین کر سکتا ہے او نہین آیات مین آیات احکام وامر ونواہی ہین اور وماخلقت الجن والانس الالیعبدون (ہم نے نہین پیدا کیا جن اور انس کو مگر عبادت کے لئے) کے معنی سمجھہ مین آجاتے ہین کیونکہ اسلامی مذہب اور اسلام کا فلسفہ یہ نہین سکہاتا ہے کہ انسان دنیا و ما فیہا سے ترک تعلق کرکے صرف خدا کی عبادت مین مشغول رہے یا یہ کہ ہمہ تن دنیا مین محو اور منہمک ہو جائے۔ بلکہ اسلام با ہمہ و بے ہمہ زندگی کا اصول دنیا مین لایا ہے وہ یہ حکم دیتا ہے کہ انسان اپنے افعال اور عبادت کا مرکز خداوند تعالی کو بنائے۔ اور ساتہہ ساتہہ دنیا کی نعمتون اور ممتعات سے بہی استفادہ کرے۔ اسلام نے مومن کے ہر فعل کو خواہ وہ دینوی ہی کیون نہو۔ جب اوس کا مقصد خداوند تعالی کی اطاعت اور رضامندی ہو اور اوس سے حدود اللہ مین تعدی نہین ہوتی ہو عبادت قرار دیا ہے اور اس کی تفصیل کہ یہ افعال کیا ہین اور اوسکا طریقہ کیا ہے کہ اون سے تعدی فی حدود اللہ نہ ہوسکے۔ اون آیات سے ظاہر ہوتی ہے کہ جن مین ایمان اور اعمال صالحہ کا ذکر ہوا ہے۔ یہ آیات انسانی زندگی کے سلامتی کے لیئے اوسی طرح رہنمائی کرتے ہین جیسے کہ جہاز کے لیئے ساحل کا منارہ روشنی

قرآن مجید مین علاوہ اون آیات کے جن مین اہل ایمان کا ذکر ہی
اور صراحتًا یا عملًا اعمال صالحہ کا حکم ہے۔ ایسے آیات بہی ہین کہ
جن مین اوامر و نواہی کا ذکر ہے۔ لیکن الفاظ اہل ایمان نہین ہین
اُن مین اکثر ضمائر پر اکتفا کی گئی ہے۔ قرآن مجید کا اسلوب ہے کہ
مختلف پہلوؤن سے بات سمجہائی جائے۔ اس لئے اگر ایسے آیات کو
جن مین صراحتًا اہل ایمان یا ایمان کے الفاظ نہین ہین مگر حکم اعمال ہے
ایسے آیات کے ساتہہ ملایا جائے جن مین بصراحت الفاظ ایمان یا اہل
ایمان شامل ہین تو معلوم ہوگا کہ اصل الاصول اعمال صالحہ آیات
قسم آخر الذکر مین ظاہر کر دئے گئے ہین۔ آیات قسم اول الذکر تاکید
و توضیح مزید کے لئے ہین یا قسم آخر الذکر کے ساتہہ معطوف و مربوط ہین۔

(باقی آیندہ)

حافظ محمد منظہر۔

التماس ضروری

جن اصحاب کی خدمت مین رسالہ بلا طلب ارسال کیا گیا ہے اون سے
امید قوی ہے کہ اپنی رضامندی و عدم رضامندی سے اطلاع فرمائین
ورنہ خاموشی نیم رضامندی تصور کر کے رسالہ وی پی ارسال ہوگا
اور واپسی مین طلبۂ انجمن کا نقصان ہوگا۔

منیجر

امرؤ القیس

از مولوی فاضل منشی فاضل عبدالقدیر صاحب پروفیسر ادب
(دارالعلوم)

(نام ونسب) امرؤ القیس بن حُجر بن الحارث بن عمرو حُجر اکل المرار بن معاویہ بن ثور۔ ثور کا دوسرا نام کندہ ہے اس کی طرف قبیلہ بنی کندہ منسوب ہے امرؤ القیس کا نام جندح ہے تفاولاً امرؤ القیس لقب دیا گیا ہے یعنی زور و قوت کا آدمی کیونکہ قیس کے معنی قوت کے ہیں اور امرؤ القیس کی ماں فاطمہ بنت ربیعہ بن الحارث بن زہیر ہے جو کلیف و مہلیل کی بہن ہے کلیب کے متعلق عرب کا قول ہے۔ اُغیر من کلیب وائل اور جس کے فعل سے حرب بسوس برپا ہوئی جو بکر و تغلب میں ۴۰ سال قایم رہی۔

امرؤ القیس کا دادا حارث تبع آخر کا بھانجا تھا۔ ہندہ بنت الحارث منذز کی جورو امرؤ القیس کی پھوپی ہے ھند سے عمرو بن المنذر معروف بمحرق اور قابوس بن المنذر پیدا ہوا۔

(باقی آیندہ)

ناظرین توسیع اشاعت فرماکر طلبہ کی ہمت افزائی فرمائیں۔
مینیجر

اعلان

یہہ صفحہ اشتہارات کے طبع کیواسطے خالی رکھا گیا ہے - جن اصحاب کو ضرورت ہو اشتہارات بہیجکر ممنون فرمائین فقط

منیجر

اشتہار فروخت کتب

نظام التحقیق - مولانا نادر الدین صاحب مرحوم کی تصنیف ہے - مولانا کا نام ہی اوس کی خوبی کے لئے کافی ہے - کاغذ چکنا اصلی قیمت .... عہ

رعایتی قیمت ۸/

مغز سخن - مولوی سید رضی الدین حسن صاحب کیفی حیدر آبادی کی وہ فصیح و بلیغ نظم جو مدرسہ دار العلوم کی شصت سالہ جوبلی کی تقریب مین لکھی گئی جس مین دار العلوم کی تاریخ دلچسپ پیرایہ مین نظم کی گئی ہے قیمت صرف ۲/

تقریر - مولوی محمد علی صاحب جو دار العلوم کے شصت و یک سالہ سالگرہ کے موقع پر مولوی محمد علی صاحب صوبہ دار ورنگل نے بحیثیت صدر جلسہ سنائی تھی طلبہ کے لئے نہایت مفید ہے - قیمت صرف ۱/

رپورٹ انجمن بابتہ ۱۳۲۴ و ۱۳۲۵ و ۱۳۲۶ف .... فی ۰/

محصول ذمہ خریدار -

یہ سب کتابین معتمد انجمن ثمرۃ الادب دار العلوم علیا حیدر آباد سے طلب فرمائین

جلد (۱) نمبر ۳ شوال المکرم ۱۳۳۶ھ

ثمرۃ الادب

یعنی

انجمن ثمرۃ الادب دار العلوم طلبا کا ایک ماہانہ علمی اور اخلاقی رسالہ

زیر نگرانی صدر صاحب دار العلوم

بترتیب مولوی محمد عبد الواسع صاحب صفا پروفیسر دار العلوم

باہتمام نصیر الدین ہاشمی معتمد انجمن ثمرۃ الادب

شمس المطابع واقع عثمان گنج حیدرآباد دکن میں طبع شد

سنہ ۲۶۹

قواعد رسالہ

ف ۱ رسالہ ثمرۃ الادب ہر ماہ ہلالی کے وسط میں شایع ہوا کرے گا۔

ف ۲ اس رسالہ میں علمی اور اخلاقی مضامین شائع کئے جائینگے۔

ف ۳ رسالہ کی قیمت سالانہ (۱عہ) روپیہ مع محصول ڈاک ہوگی اور فی پرچہ (۳ر) ہوگی۔

ف ۴ تمام خط و کتابت بنام منیجر رسالہ ہونی چاہئے۔

ف ۵ جواب کے لئے جوابی کارڈ آنا ضروری ہے۔

ف ۶ خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور ہونا چاہئے۔

ف ۷ شکایت عدم وصول دو ہفتہ کے اندر آنی چاہئے ورنہ منیجر تلافی کا ذمہ دار نہ ہوگا۔

ف ۸ پرچہ بعد وصول قیمت یا ذریعہ وی پی ارسال ہوا کرے گا۔

ف ۹ پرچہ میں صرف وہ مضامین شایع ہوں گے جو علمی یا اخلاقی حیثیت سے قابل اشاعت خیال کئے جائینگے۔

ف ۱۰ مضمون نگار صاحبوں کے مضامین درج پرچہ کئے جانیکے انتخاب کئے جائینگے۔ اور جو مضمون قابل اشاعت نہ سمجھا جائیگا اوس کے شایع ہونیکی شکایت نہ ہونا چاہئے۔

ف ۱۱ مضامین کی عبارت بحیثیت زبان اگر قابل اصلاح ہوگی تو اڈیٹر اصلاح کے مجاز ہونگے اور اگر اڈیٹر کو مضمون کے حصہ یا کسی خاص اصطلاح سے اختلاف ہوگا تو وہ اوس پر نوٹ کرنے کے بھی مجاز ہوں گے۔

جلد ۱ | شوال المکرم سنہ ۱۳۳۶ھ | نمبر ۳

عید

ھنیاءً لَکَ العِیدُ الّذِی انت عیدہ ٭ وعیدٌ لِمن سمی وضحّی وعیّدا

مجھے فرمائشی مضمون لکھنا بالکل نہین آتا اور علمی دنیا مین مجھپر اسقدر محو و فراموشی کا عالم طاری ہے کہ بقول غالب۔

ہم وہان ہین جہان سے ہمکو بھی ٭ کوئی اپنی خبر نہین آتی

عید کا دن علی الخصوص ایک اور تازہ پراز جذبات کیفیت طاری ہوتی ہے اسی کا ایک خاکہ کھینچنے کی کوشش کیجائے۔ اگر اس مین بعید شبہ ہے کہ آیا الفاظ اس کے لئے پوری طرح کام دیسکین گے یا نہین۔ جب عید کا دن آتا ہے تو میرے دل مین ایک جذبات کا طلاطم برپا ہو جاتا ہے کہ معمولی سوپنچ کے ساتھ ساتھ جب گھر سے باہر قدم نکلتا ہے تو سب سے پہلے یہ سمان نظر آتا ہے کہ بنی نوع انسان کی ایک جماعت اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اچھے اچھے لباس زیب تن کئے ہوئے مسجدون کی طرف

روان ہے۔ یہ سمان مین سمجہتا ہون کہ بنی نوع انسان کے مختلف الکیفیات طبائع مین مختلف اثرات پیدا کرتا ہوگا۔ ایسے تو بہت سے ہونگے جو کسی اچھی نئی وضع کے کپڑے کو دیکھکر فوراً کہہ اُٹھین کہ واہ کیا اچھا کپڑا ہے۔ یہ تو ایک عام سطحی نظر ہو گی جس سے چندان بحث نہین اور بہت سے ایسے بھی ہونگے جو غربت کی حالتین اور کسی کی شان امارت دیکھتے ہوئے اون کے دلین یہ خیالات پیدا ہون گے کہ واہ کیا ہمین یہ پر تکلف شان نصیب نہ ہوگی۔ ایسے خیالات کا ہر زمانہ مین ہر وقت پیدا ہوتے رہین۔ لازمہ شان تخلیق ہے اور حکمت نے اس کا یہی جواب دیا ہے۔ لا تمدن عینك الی ما متعنا به ازواجا منهم زهرة الحیوة الدنیا لنفتنهم فیه ورزق ربك خیر وابقی۔ واہ کیسی عمیق تعلیم ہے جو اس بوقلمون ہستی مگر ساتھہ ہی پُر اسرار پیچ ہستی کے جلوہ آرائے عطا کی ہے لیکن مین پوچھتا ہون کہ ان لکھو کھا افراد سے جو اس زبان کو اپنی آخرت کی زبان یقین کرتے ہین کتنے ہزار نہین تو کتنے ایسے ہین جو اس کو صحیح طور سے پڑھ بھی سکتے ہین اور پھران چند مین کتنے ایسے ہین جو اس کے معنی کو سمجہہ سکتے ہین اور پھران اقل قلیل مین سے کتنے ایسے ہین جنہون نے نظام تخلیق پر غور کی نظر ڈالنے کے بعد درحقیقت اسی کا اذعان پیدا کیا ہو کہ انسان کو اس دار المحن زندگی مین کوئی چیز باعث آرام ہو سکتی ہے تو وہ یہی حکمت حقیہ ہے کہ ہم دنیا کی اس تازگی پر اپنی آنکھہ نہ اوٹھائین واہ واہ مجھے بتاؤ کہ اس جماعت مین سے جو اس کی مدعی ہے کہ ہم یہی ہدایت تازہ رکھتے ہین اور جن کو اس ہدایت تازہ رکھنے کے صلہ مین خود یہی تازگی دنیا ملتی ہے کتنے ایسے ہین سچے دل سے اس پر عامل ہین۔ خیر یہ تو ابتدا منظر تھا۔ اس مین اور مختلف سمان نظر آتے ہین بہت سے ایسے بنی نوع ملینگے جن پر بظاہر اس عید کا اثر نہین ہے۔ بہت سے ایسے بھی ملینگے جو اپنی معمولی تکلیف اور مصیبت سے

بھری زندگی بسر کر رہے ہین لیکن خیر مجھے اس سے بھی زیادہ بحث کی ضرورت نہین
ایسے عام کیفیات زندگی پر جو وہ نے بھی نظر ڈالی ہے اور آخر چلا اوٹھا کہ نجات
صرف فنا مین ہے اب اسوقت ان جھگڑون مین پھنسنے کے لیے نہین ہون کیونکہ

نومیش ساکم کن کمال زینت و بس ورو و گم شود وصال اینست و بس

اس زمانہ کا فلسفہ بھی کچھ اور ہے اور ہماری حالت و لوازم زندگی بھی پانچ برس
کی نسبت کچھ اور ہی ہے مین صرف اون جذبات سے بحث کرونگا جو عیدگاہ
جانے والون سے ہی متعلق ہو سکتے ہین۔ مین جب بیگم بازار کے راستہ سے
گزرتا ہون تو جو کچھ حالات پرانے سیاحون وغیرہ نے لکھے ہین وہ خاص طور پر تازہ
ہو جاتے ہین خاصکر سیاحان ارض مغرب کے بیانات علی الخصوص مٹد و ٹیلر کے تحریرات
جبکہ گویا ہماری قدیم شرقی تہذیب کا نقری جلوہ تھا۔ بیگم بازار کی چھوٹی چھوٹی
گلیان خبر دیتی ہین کہ ایک صدی بلکہ نصف صدی پیشتر بسنے والی خلقت
حیدرآباد موجودہ خلقت کی نسبت کسقدر مختلف الخیال واقع ہوئی تھی۔
جنگل کے خیال کے لحاظ سے وہ تاریک خیال کے لوگ تھے لیکن جب ان
گلیون سے آگے بڑھا پرانے پل۔ مسجد میان مشک وغیرہ اور دور سے سیکڑون
گنبدون کو دیکھتا ہون تو اس سے زیادہ پرانا تاریخی زمانہ یاد آتا ہے اور یہ
سمان آنکھون کے سامنے پھر جاتا ہے کہ عروس البلاد کے اگلے بسنے والے
کس درجہ کے لوگ تھے۔ ماہران فنون ہندسیہ و تعمیر کا کمال فن خاصکر ہر چیز ولکو
اڑائے لئے جاتی ہے کہ وہ خالص اسلامی مہندس تھے جنہون نے ایسے عمدہ
نقش چھوڑے جن مین نہ صرف اصول تعمیر بلکہ اصول حفظان صحت کا بھی
پورا پورا لحاظ پایا جاتا ہے اور بیسون صدی کے اعلی سے اعلی مہندس بھی
ان کے کام پر عش عش کرتے ہین۔ مین تھوڑی دیر اس فخر کے پردہ مین گویا

فراموش در خود فراموشی کے عالم مین چلا جاتا ہون کئی
کثیف حجاب حائل ہوتے ہین۔ پھر دفعتہً چونکتا ہون کہ پرانے
پل پر سے گذرتے ہوئے شہر کو جھانک کر دیکھ لیتا ہون
سامنے کا منظر ندی کی رواقی کھلی فضا ان سب باتون سے میرے خود فراموش
دور اور اچھی صحت والے کی زندگی مین آتا اور بہت دیر تک نظارۂ قدرت سے
دماغ مین تازہ سرور حاصل کر لیتا ہون جو گویا آئندہ کے لئے ستانیکا باعث ہو
عیدگاہ پہنچ گیا میر عالم کا تالاب پھرا بہاتا ہے کہ ان پرانے مہندسون کے بعد
ایسے وقت جبکہ مشرق کا ہندسہ و تعمیر گویا لب گور تھی ارض مغرب کے ہندسہ
و تعمیر کے ساتھ ملاکر رفاہ عام کا کیسا نمونہ ہمارے سامنے ہے مجھے یاد آجاتا ہے کہ
اس سو اصدی سے ملک مین اس امر کی کوشش جاری ہے کہ مشرق کے قدیم
تمدن کے ضروری سامان کو مغرب کے جدید آلات سے ملاکر سجایا جائے لیکن
اس مین ہم کہان تک کامیاب ہوتے ہین۔ ان خیالات مین مین عیدگاہ کے
اندر پہونچ جاتا ہون عیدگاہ کا شامیانہ تباتا ہے کہ اب بھی ہم مین کچھ کاری گری
باقی ہے واعظ کی وعظ و نصیحت بیت سے دلون کو رلاتی ہوگی لیکن میرا دماغ اس وقت
اس قدر شدید ضغط مین ہے کہ گھر سے نکلنے کے بعد گویا یہی وقت سب سے
اشد ہوتا ہے۔ لوگ عمدہ عمدہ لباس پہنتے ہوئے چلے آرہے ہین اور اگرچہ
جتنے آتے تھے وہ نہین آئے اور بتاتے ہین کہ عروس البلاد کی یہی شان ہے
جس مین تمام اسلامی دنیا اور ہندوستان مین حیدرآباد کا نام روشن رکھا ہے
تاریخ کے سیکڑون صفحے میرے سامنے آجاتے ہین قاضی مفتی خطیب کوتوال
صوبہ دار کی ہاتھی پر سواریان وہ سب پرانے جاہ و جلال کو آنکھون کے

سامنے لا کھڑا کرتی ہین۔ خطبہ شروع ہوتا ہے خطیب کو پہلے چند سال تک قدیم وضع خوشنما سفید جوڑا پہنایا جاتا تھا جو شاہجہان کے عہد کو آنکھون کے سامنے تازہ کرتا تھا اور موسیولیبان کا وہ صفحہ میرے آنکھون کے سامنے پھر جاتا تھا جس مین اس نے شاہجہان کے عہد کے جلوس کو تازہ کیا ہے۔

لیکن اب وہ لباس بھی مفقود ہوگیا بہرکیف خطیب نے جو اگرچہ عرب نہین تھا تاہم سورۃ الرحمٰن کی آئتین اس سوز و گداز سے پڑہین کہ قطعاً موتو قبل ان تموتوا کا مصداق ہوگیا مین کسی اور ہی عالم مین تھا جو رستہ کے تمام عالمون سے دیگر تھا کہ مصرع قدر این بادہ ندانی بخدا تا نچشی۔ لیکن ابھی قراءت آغاز ہوئی کہ ایک بچے کے چیخ پکار نے جو آخر نماز تک جاری رہی ورد مفلا دلسوز فراقی کو گویا عین عالم وصال مین منغض کر دیا نماز ختم ہوگئی توپون کی گرج نے بتایا کہ ہم آصفی سلطنت کے سایہ مین ہین۔ بہرحال واپسی مین ہر وقت شبلی کی یہ نغمہ سنجی میرے ورد زبان رہتی ہے۔ جو اونہون نے حیدر آباد کے لئے نظم کی تھی حقیقت مین نظم ایک یادگار زمانہ ہے۔

یادگار حشم دیلم و سلجوق ہسی	مایۂ دولت بغداد و بخارا باتست
داستان ہائے عزیزان ہمہ از بر داری	خبر از قافلہ یثرب و بطحا باتست
گرچہ شیرازہ امت ہمہ ابتر شدہ است	آن ورقہائے پراگندہ بیکجا باتست
آن پراگندہ نژاد عرب و نسل عجم	یعنی آن دفتر اسلام باتست
گرچہ دان تازہ چمن آفت تاراج خزان	بازہم بوئے خوشی زدن گل لالہ و حنا باتست

خیر یہ سب خیالات تاریخی فنا ہوگئے اب صرف ایک ہی خیال ہے جو عملی دنیا کے لحاظ سے بالکل قریب ہے۔ اتنے ہزارون نمازگذار کن جذبات و خیالات مین

مستغرق رہتے ہین کیا ان کا تمام دن کام ہی مین صرف ہوتا ہے۔ کیا کبھی ان کو سوچنے کا کوئی وقت نہین ملتا۔ آخر یہ کیا کرتے رہتے ہین۔ کیا وہ اپنی موجودہ حالت اور دنیا کے نقشہ سے بے خبر ہین۔ اپنی دولت کے خبر ہے یا نہین ۔ سوال کا جواب یہی ہے کہ ہم اپنی ذاتی خواہشون مین سرگردان ہین۔ کاش جو وقت بچتا ہے اوس مین کبھی کبھی اس پر غور کر لیا کرین کہ ہمارا کیا فرض ہے ۔

راقم بے تاب مگر صابر

حضرت علیؓ مرتضیٰ کرم اللہ عنہ

از نصیر الدین ہاشمی معتمد انجمن ثمرۃ الادب دار العلوم

گذشتہ سے پیوستہ

اسی عرصہ مین تین شخص خوارج سے اس امر پر آمادہ ہوئے کہ حضرت علیؓ اور امیر معاویہ و عمرو بن العاص کو قتل کر دین۔ اور قرار پایا کہ ایک ہی رات تینون اصحاب شہید ہون بقول بعض ۱۷ رمضان کی تاریخ اس کام کے لئے تجویز ہوئی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے مکان سے لوگون کو صبح کی نماز کے لئے پکارتے ہوئے برآمد ہوئے۔ بدبخت عبد الرحمان ابن ملجم نے ایک ایسی تلوار لگائی کہ آپ کا چہرۂ مبارک کنپٹی تک کاٹ دیا۔ اسی حالت مین

آپ ۱۲ رمضان کی شب کو راہی عالم جاودانی ہوئے[سلہ ۵] ۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون
انتقال کے پیشتر آپ نے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو ارشاد فرمایا
کہ "مین تمہین تقویٰ اور پرہیزگاری کی نصیحت کرتا ہون ۔ دنیا کی آرزو نہ کرو
اور جو چیز تم سے چھنی جائے اسپر متاسف نہ ہو راست بازی اختیار کرو یتیمون پر
رحم کرو ۔ ضعیفون کی امداد کرو ۔ ظالم سے خصومت اور مظلوم کی اعانت کرو ۔
جو کچھ کتاب اللہ مین ہے اس کے موافق عمل کرو ۔ خدا کے راستہ مین کسی
ملامت کنندہ سے مت ڈرو ۔"

آپ عالم ربانی ۔ مشہور شجاع ۔ زاہد بے بدل اور مشہور و معروف خطیب
تھے ۔ آپکی علمی قابلیت مسلمہ تھی آئندہ علحدہ علحدہ طور پر ہدیہ ناظرین ہوگی ۔
آپ انتظام خلافت مین خویش و بیگانہ امیر غریب کو ایک نگاہ سے دیکھنے اور
انصاف کے ساتھہ کام کرنے کے عادی تھے ۔ مال کے تقسیم مین آپ یہانتک
احتیاط کرتے تھے کہ چھوٹی سی چھوٹی چیز بھی تقسیم سے مستثنےٰ نہین رہنے دیتے
منقول ہے کہ ایک مرتبہ اصفہان سے کچھ مال آیا جس مین ایک روٹی بھی
تھی ۔ پہلے آپ نے مال کے سات حصے کئے پھر روٹی کے سات ٹکڑے کرکے
ہر ایک حصے مین شامل کر دیا ۔

آغاز خلافت مین ۔ عراق ۔ مصر ۔ حجاز ۔ یمن اور خراسان آپ کے زیر علم
تھے ۔ صرف ملک شام پر امیر معاویہ کا قبضہ تھا لیکن بعد مین مصر پر بھی امیر
معاویہ نے قبضہ کر لیا ۔

سلہ ۵ ۔ اسی طرح امیر معاویہ زخمی ہوئے لیکن زخم خفیف تھا صحت پائے اور عمرو ابن العاص
اوس روز بیمار تھے کسی اور اون کے شبہ مین قتل ہوا ۔

وفات کے وقت آپ کے حسب ذیل گورنر حکمران تھے۔ بصرہ پر عبداللہ ابن عباس رض۔ فارس مین زیاد بن سمیعہ۔ یمن مین عبیداللہ بن عباس رض۔ مدینہ منورہ مین ابوایوب انصاری۔ مکہ اور طائف پر قثم بن عباس رض۔

حضرت علی رض کو مسلسل بغاوتون کے جاری رہنے سے لمبے چوڑے قوانین وضع کرنے کا موقع نہین ملا۔

صدقہ کی آمدنی فقرا و مساکین وغیرہ مین صرف ہوتی تھی اور جزیہ کا روپیہ لشکر کی آراستگی سرحد کی حفاظت قلعون کی تعمیر سڑکون و پلون کی تیاری اور تعلیم مین صرف ہوتا تھا۔

ملک کی آبادی اور مرفہ الحالی کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مضافات مدائن کے عامل (گورنر) نے صرف چار شہرون سے ایک کروڑ اسی لاکھ درہم ایک سال مین وصول کئے۔

آپ تحصیل خراج کے متعلق اپنے عاملون کو ہمیشہ تاکید کیا کرتے تھے کہ ہر کام مین خدا سے ڈرتے رہین۔ مسلمانون کو دکھ نہ دین۔ حق مقررہ سے زیادہ نہ لین۔ کسی کے ساتھ سختی نہ کرین۔ نرمی سے کام نکالین اور جس کا خراج باقی رہ جائے اس کا اسباب خانہ داری فروخت نکرائین

آپکی عمر شریف بوقت وفات ۶۳ سال تھی بعض کا قول ۶۴ اور ۶۵ سال پر ہے۔ آپ نے پانچ سال چند ماہ خلافت کی آپکو بارہ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیان تھین۔ منجملہ اولاد نرینہ کے صرف پانچ صاحبزادون یعنی حضرت امام حسن رض امام حسین رض۔ محمد بن حنیفہ رض۔ عباس رض اور عمر رض سے آپکا سلسلہ نسل جاری ہے۔

نصیر ——۔——

یعقوب ابن لیث الصفار

از جناب محمد جمیل الرحمٰن صاحب ایم-اے پروفیسر تاریخ دار العلوم

ایران کے مشرقی حصے مین جھیل ہامون کی وہ ولدل واقع ہے کہ
جس مین مشرقی اور شمالی ایران کے برساتی پانی آکر جمع ہو جاتا ہے۔ اسکا
رقبہ موسم اور دریاؤن کے لحاظ سے ہمیشہ گھٹتا بڑھتا ہے۔ اردگرد کی
زمین ان تمام دریاؤن اور خصوصاً ہلمند (جس سے بہت سی قدرتی اور
مصنوعی نہرین نکلتی ہین) وجہ سے نہایت ہی زرخیز ہو گئی ہے۔ اس
حصے کے علاوہ باقی تمام علاقہ ایک ہیبتناک صحرا ہے۔ زمانہ قدیم مین
اس علاقہ کو زرنکا کہتے تھے۔ یہی لفظ قرون وسطیٰ مین زرنیکا بن کر ایک
ایک شہر کا نام ہو گیا۔ دوسری صدی قبل مسیح مین یہان شمالی وحشی قوم
ساکی[1] آباد ہوئی۔ اس نسبت سے اس کو سکستان کہنے لگے جو آخر مین سگستان
سجستان یا سیستان بن گیا۔ اس علاقہ مین ساہون کی کثرت ہے اور اسکے
چارون طرف صحرا واقع ہے۔ اس کے شمال مین زابلستان ہے جو فی الواقع
افغانستان کا ایک حصہ ہے اور زیادہ تر یہ اسی سلطنت کے زیر حکومت رہا ہے
ایران کے تمام بڑے بڑے بہادرون کے کارنامے سیستان مین وقوع مین
آئے۔ چنانچہ رستم کے تمام قصون کا تعلق اسی سرزمین سے ہے۔ گو کہ قدیم

---

[1] ایک اور بیان کے مطابق عامل خراسان نے درہم کو قید کر کے بغداد روانہ کر دیا تھا۔

مذہبی کتابون مین ان حکایات کا مطلق پتہ نہین چلتا۔

شروع زمانے مین ہی عربون نے سیستان کو فتح کر لیا تھا۔ مگر ملک کی دشوار گذاری کی وجہ سے ایک مدت تک یہ غیر مامون رہا۔ میدانی علاقون مین اسلام نے بہت جلد ترقی کی مگر شمالی کوہستان مین اس کو مدت مین ترقی نصیب ہوئی۔ خاص سیستان مین بھی لوگون کی ضدی طبیعتون کا میلان خارجیت کی طرف رہا۔ اور انھون نے خلفائے بنی عباس کے عاملون کو کبھی چین سے نہین بیٹھنے دیا۔ خاندان طاہریہ جو خلیفہ مامون کے وقت سے خراسان اور سیستان کا مالک تھا ان کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اس خاندان کے زوال کے ساتھہ ساتھہ ہی ان لوگون کا رنگ اور زیادہ باغیانہ ہوتا گیا۔ چنانچہ سیستان اور دیگر صحرائی علاقون مین "خارجی" اور "زاہد" مترادف الفاظ سمجھے جاتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کے زوال کے ساتھہ ہی ساتھہ لوگون نے خارجیون کے خلاف اپنی حفاظت کے لئے جمیعتین بنالی تھین۔ یہ لوگ بھی خارجیون کی طرح یہی کہتے تھے کہ ہم فی سبیل اللہ لڑتے ہین۔ ایسی ہی جمعیت کے ایک سردار درہم نامی نے آخر زرنگ فتح کر لیا۔ اور خاندان طاہریہ کے عامل کو نکال باہر کیا۔ اس شخص کے ماتحتون مین ایک شخص یعقوب لیث تھا جو شروع مین ٹھٹیرے کا کام کیا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے وہ اور اس کا خاندان صفار کے نام سے مشہور ہو گیا۔ وہ اس کے جنگجو بھائی کرمین کے رہنے والے تھے جو کہ زرنگ کے بجانب مشرق مین بست کے مشہور شہر کی سمت مین واقع تھا۔ اس کے زادبوم کے قریب ہی رستم کے گھوڑے کا اصطبل بتایا جاتا ہے۔ اور یہ ممکن ہے کہ اس کے قرب نے یعقوب کے دل ودماغ پر اثر کیا ہو۔ اس سے پیشتر بھی

یعقوب ایک دفعہ ہتوڑے کی جگہ تلوار اٹھا چکا تھا۔ وہ صالح شاہ بست کی طرف سے پہلے بھی طاہریہ خاندان کے برخلاف لڑا تھا مگر آخرین صالح نے طاہر سے شکست کھائی اور اپنا تمام ملک کھو بیٹھا۔ اس کے بعد یعقوب پر بہت سے عجیب وغریب واقعات گزرے۔ ورہم کی ماتحتی ہی مین وہ اپنی شجاعت وتہور کی بدولت بہت کچھ شہرت حاصل کر چکا تھا۔ اس نے دست بدست لڑائی مین خارجیون کے مشہور سپاہ اور عمان نامی افسر کو مارا تہا اس طرح آہستہ آہستہ وہ اپنے ساتہیون مین اس قدر مشہور ہو گیا کہ درہم نے بھی بہتر سمجھا کہ وہ حج کو روانہ ہو جائے اور پھر بغداد مین بود وباش اختیار کر لی۔ اب یعقوب ہی اس جمعیت کا سردار ہو گیا اور غالبًا وہ اسی وقت سے اپنے آپ کو امیر کہلانے لگا ہو گا۔ یہ لقب اس زمانہ مین تقریبًا بے معنی تھا کیونکہ اس کا اطلاق کسی فوجی افسر یا حاکم پر ہو سکتا تھا۔ اور ایسے بادشاہ کے لئے بھی استعمال ہوتا تھا کہ جس کے سامنے خلیفہ وقت کی حیثیت شاہ شطرنج کی سی تھی رفتہ رفتہ یعقوب نے اپنے وطن کو فتح کر لیا اور یہی جگہ آخر وقت تک اس کی سلطنت کا مرکز اور اس کے خاندان کے لئے ملجا و مامن رہی۔ لوگ اس کی طرف اسوجہ سے متوجہ ہونے لگے کہ اس نے ملک کو راہزنون سے پاک کر کے راستون کو مامون کر دیا تھا۔ سیستان کے سپاہ اور باشندے خاص طور پر اس کے طرفدار ہو گئے۔ اور اپنے ہم وطن کی شخصیت پر بجا طور پر فخر کرنے لگے۔ اسی وجہ سے وہ سلطنت جس کی اس نے بنیاد ڈالی تھی سیستانی سلطنت کے نام سے مشہور ہو گئی تہی اس ملک مین اس زمانہ مین بھی خطبہ خلیفہ ہی کے نام پڑھا جاتا تھا۔ اس ظاہرداری کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہوئی کہ وہ اسوقت خارجیون کے مقابلہ پر لڑ رہا تھا۔ مگر یہ تمام

ظاہرداری کسی طرح بھی اس کی اولوالعزمی کے مانع نہ ہو سکتی تھی۔ زیادہ سے زیادہ یعقوب کو یہ کرنا پڑتا تھا کہ خلیفہ کی خدمت مین تحفے تحائف بھیجتا رہے کوائف سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع مین اس نے خاندان طاہریہ کے بادشاہ محمدؐ کو اپنا حاکم مانا تھا۔ یہ تمام واقعات ۸۶۰ء مین وقوع مین آئے۔ ۸۶۷ء مین یعقوب نے اپنی سرحد عبور کر کے محمدؐ کے حاکم سے سخت جنگ وجدل کے بعد ہرات اور پشنگ لے لیا۔ ہرات کے شہر ہران دونون مین اکثر لڑائی رہا کرتی تھی۔ اسوقت وہ خراسان کے اتنے ہی حصے پر قانع ہو گیا کیونکہ خاندان طاہریہ اسوقت تک اس کے بس کا نہ تھا اس خاندان کے کئی آدمیون کو وہ قید کر کے اپنے ساتھ سیستان لے گیا مگر بعد مین خلیفہ معتز کے حکم سے ان کو آزاد کرنا پڑا خلیفہ کے پاس وہ پہلے ہی اس مال غنیمت مین سے جو کہ کافرون کے ساتھ لڑائی کے دوران مین ہاتھ لگا تھا تحائف بھیج چکا تھا۔ اصل مین اس کا مطلب یہ تھا کہ اسے کرمان کا جو کہ سیستان کے مغرب مین واقع ہے حاکم مقرر کر دیا جائے۔ اتفاق سے علی ابن حسین کا بھی جو کہ پارس مین بہت طاقتور تھا یہی مدعا تھا۔ فی الحقیقت کرمان پارس ہی کا ایک حصہ ہے۔ خلیفہ یا یون کہو کہ محمدؐ نے جو اسوقت بغداد اور سرمن رائے کا حاکم تھا ان دونون کے نام اس امید پہ فرمان بھیجدئے کہ وہ دونون لڑ بھڑ کر خود ہی اپنے آپ کو تباہ کر لینگے۔ علی ابن حسین کے سپہ سالار توک نے قبل اس کے کہ یعقوب سیستان کا دشوار گزار راستہ طے کرے فوراً ہی کرمان کے دارالخلافہ پر قبضہ کر لیا یعقوب ایک یا دو مہینے تک دارالخلافہ سے ایک روز کے مسافت پر ڈیرا ڈالے پڑا رہا بعدازین اس نے وہان سے کوچ کیا اور دشمن کی حالت سے برابر باخبر رہا

آخر کار بے خبری کی حالت مین توک پر حملہ کر کے اس کو قید کر لیا۔ غنیمت مین یعقوب کو بہت کچھ مال متاع ہاتھ آیا۔ اس مین زیورون کا وہ صندوق بھی تھا جو کہ توک اپنے بہادرون کو انعام دینے کے لئے اپنے ہمراہ لایا تھا علاوہ ازین ایک صندوق زنجیرون کا بھی تھا۔ یہ زنجیرین قیدیون کے لئے تھین۔ یعقوب نے زیورات اپنے سپاہیون مین تقسیم کر دئے اور زنجیرون سے دشمنون کی مشکین کس لین۔ اور سب سے بھاری زنجیر توک کے لئے محفوظ رکھی۔ جب اس کی مشکین کسی جا رہی تھین تو یہ معلوم ہوا کہ اس نے کچھ عرصہ قبل ہی گرمی کی وجہ سے اپنی فصد کھلوائی تھی۔ اسوقت فاتح یعقوب نے اس سے کہا کہ اس قدر عیش و عشرت مین زندگی بسر کرتے ہوئے تم ایک ایسے دشمن سے لڑنے کے لئے تیار تھے کہ جس نے دو مہینے سے بستر پر کمر نہین لگائی۔ جوتا نہین اتارا اور صرف اس روٹی پر گزارہ کیا جو کہ اس کے ساتھ تھی۔

اس کے بعد یعقوب فوراً ہی پارس کی طرف روانہ ہوگیا۔ یہ مقام کرمان سے بھی کہین اچھا تھا۔ اور خلیفۂ وقت کی سلطنت مین سب سے زیادہ زرخیز تھا علی اور شیراز کے اور سربرآوردہ لوگون نے اس کو لکھا کہ کافرون کے مقابلہ مین تمہاری لڑائیان ضرور قابل تعریف ہین مگر خلیفۂ وقت کی حکومت مین مداخلت اور خونریزی گناہ کبیرہ سے بھی بدتر ہین۔ مگر ان کی ایک بھی پیش نہ گئی۔ بالآخر علی نے اپنی شکست خوردہ فوج کے باقی ماندہ آدمیونکو ساتھ لے کر دریائے کور کے کنارے ایک محفوظ جگہ پر قلعہ بندی کی۔ یہ مقام دارالخلافہ سے بہت دور تو نہ تھا مگر اس مین خوبی یہ تھی کہ اس تک پہنچنے کے لئے صرف ایک ہی راستہ تھا اور بھی اس قدر تنگ کہ اس مین سے صرف

ایک آدمی بمشکل گذر سکتا تھا۔ یعقوب نے اپنی فوج کو دریا سے کچھ فاصلہ پر پیچھے ٹھیرنے کا حکم دیا۔ اور خود پندرہ فٹ لمبا نیزہ لے کر موقع دیکھنے کے لیے آگے بڑھا۔ دوسرے کنارے پر سے دشمنون نے بہت سے حقارت آمیز فقرے چست کیے مگر اس کو ایک ایسی جگہ معلوم ہوگئی جہان سے فوج بآسانی دریا عبور کر سکتی تھی اس نے فوراً اپنی فوج کو حکم دیا کہ تمام اسباب چھوڑ کر دریا مین کود پڑو۔ غرض اس ترکیب سے دشمن پر اچانک پیچھے سے حملہ ہوا اور وہ بغیر مقاومت بھاگ نکلا۔ ایک عینی شاہد کا بیان ہے کہ اس دریا کو عبور کرتے وقت یعقوب کی فوج ایک بڑے کٹے کے پیچھے پیچھے رہی جس کو اس نے شاید پانی کی طاقت اور روانی معلوم کرنے کے لیے دریا مین چھوڑ دیا تھا۔ اس معرکہ مین علی بھی گرفتار ہو گئے۔ یہ واقعہ ۸۶۹ء کا ہے۔ آیندہ شب شیراز بھی فتح ہو گیا۔ باشندگان شہر کا خیال تھا کہ یعقوب تمام شہر کو اپنی فوج سے لٹوائیگا۔ مگر اس نے سوائے شاہی خزانہ اور علی اور اس کے امرا کی جائداد کسی چیز کو ہاتھ تک نہین لگایا۔ علی اور توک جنہون نے اس کی ذات پر حملے کیے تھے طرح طرح کے عذابون کے بعد اپنے پوشیدہ خزانون کے ظاہر کرنے پر مجبور ہوئے۔ چند ہی روز کے بعد وہ اپنے قیدیون اور مال غنیمت کو ساتھ لے کر سیستان روانہ ہو گیا۔ وہان پہنچکر اس نے خلیفہ کو نہایت ہی بیش بہا تحائف بھیجے اور ساتھ ہی اپنی وفاداری کا یقین دلایا۔ مگر اسوقت تک یہ تمام کام صرف ایک راہزن کے کامیاب پلے سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا اس وقت تک اس کی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ پارس کے مستقل قبضے کا بھی ارادہ کرتا۔ کیونکہ تمام ملک مین بلند پہاڑ کھڑے تھے اور طرح طرح کی قدرتی رکاوٹین موجود تھین۔ اس علاقہ مین قلعے بھی کثرت سے پائے جاتے تھے

اسوقت یعقوب کرمان کا مالک تو تھا مگر پوری طرح نہین اتفاق سے
بارش کے برفانی کوہستان کے وحشی باشندے آہستہ آہستہ اس کے
اور اس کے جانشینون کے مطیع ہوگئے ۔

یعقوب نے اپنی فتوحات کا تمام زور شمال کے کوہستانی علاقہ پر ڈالا
جہان معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے بھی کچھ لڑ بھڑ چکا تھا۔ اس نے اور اس کے
جانشینون نے ان مقامات پر بہت سے چھاپے مارے مگر اتفاق سے
ان کی کوئی تفصیل ہم تک نہین پہونچی۔ بہرحال انہون نے اس ملک مین
جس کو اب افغانستان کہتے ہین اسلام کی ترقی مین بہت مدد دی ۸۷۰ء
مین اس کا ایک سفیر دربار خلافت مین ان بتون کو لے کر حاضر ہوا جو اس نے
کابل اور اس کے گرد و نواح مین پائے تھے ۔ اس قسم کے تحائف مدت سے
دار الخلافہ اسلام مین نہ دیکھے گئے تھے۔ ان تمام باتون کی وجہ سے حامی اسلام
کی حیثیت سے یعقوب کی وقعت عام لوگون مین بہت زیادہ بڑھ گئی
اس سفارت کا ایک اور اہم مقصد بھی تھا۔ کہ معلوم ہو جائے کہ اب خلیفہ
اپنی وفادار رعیت یعنی یعقوب کو کونسا علاقہ دیگا۔ موفق جو کہ اس وقت
نائب السلطنت کی حیثیت مین کام کر رہا تھا یہ چاہتا تھا کہ یعقوب کفار
اور دور افتادہ مسلمانون کے مقابلہ مین لگا رہے۔ موفق کا یہ خیال تھا کہ
اس طرح وہ خلیفہ کی سلطنت سے دور ہی دور رہے گا۔ جب مختلف
بغاوتون کے بعد محمد ابن واصل پارس مین فتحیاب ہوا اور اس کو خلیفہ
نے بھی حقیقی حاکم تسلیم کر لیا تو یعقوب اس علاقہ پر فوج کشی کے لئے روانہ
ہوا۔ اسی وقت اس کو خلیفہ کا ایک خط ملا جس مین اسے سیستان، کرمان
کے علاوہ بلخ اور ہندوستان تک کے تمام شمالی علاقون کا حاکم مقرر کیا تھا

غرضکہ موفق نے اس کو پارس سے دوران ممالک کا حاکم مقرر کیا جو کہ پہلے ہی اس کے قبضے مین تھے یا جن کو حکومت سے پہلے فتح کرنا ضروری تھا۔ اسکا صاف طور پر پتہ نہین چلتا کہ آیا وہ یعقوب سے مقررہ خراج کا بھی متوقع تھا یا نہین۔

تھوڑے ہی عرصے بعد یعقوب نے بلخ پر قبضہ کر لیا اور ہم خود تصور کر سکتے ہین کہ یعقوب جیسے سپاہی نے اپنے سرحدی علاقہ کی نئی رعایا سے کیسا سلوک کیا ہوگا۔ اور اسے خراج وصول کرنے مین کیا کیا سختیان کرنی پڑی ہونگی۔ بہرحال مدت دراز تک اس کا اور اس کے جانشینون کا نام بلخ کے گرد و نواح مین اچھی طرح نہ لیا جاتا تھا۔ ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ علاقے جو اس کے یا اس کے خاندان کے زیر حکومت رہے ہمیشہ بدترین محاصل اور خراجون کو برداشت کرتے رہے۔ ہم یہ بھی بخوبی جانتے ہین کہ اسنے اور اس کے خاندان نے کرمان اور سیستان کے علاوہ اپنی رعایا کی بہبودی کی کبھی پرواہ تک نہ کی۔ اس مین ذرا بھی شک نہین کہ وہ خراج اور محاصل کے معاملہ مین نہایت ہی سخت تھے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ایک سپاہی سے اس سے زیادہ توقع بھی نہ ہو سکتی تھی۔ مگر اس بات سے کہ ایک صدی بعد تک سیستانیون کا نام اچھی طرح نہین لیا جاتا تھا صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس معاملہ مین حد سے گزر گئے تھے۔

اس اثنا مین عین خراسان مین بھی خاندان طاہریہ کے بادشاہ محمد کی طاقت بتدریج گھٹتی چلی گئی۔ حسن بن زید حاکم طبرستان نے اس سے گرگان کا علاقہ بھی چھین لیا تھا۔ خراسان کے اور علاقے بھی اسیطرح اور لوگون کی دست برد مین آ گئے تھے۔ ان حالات کو دیکھکر یعقوب کو یہ

ہمت ہوئی کہ اس تمام علاقے پر قبضہ کرلے کہ جس کا مشرقی حصہ پہلے ہی اسکے قبضہ مین تھا۔ ان تمام باتون سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے خلیفہ کے مقرر کردہ علاقون پر ہرگز قناعت نہ کی۔ حملہ کرنے کا بہانہ بھی اسے فوراً ہی ہاتھ آگیا۔ عبداللہ نے سیستان مین یعقوب کے برخلاف بغاوت کردی اور آخرکار وہان سے بھاگ کر خراسان مین پناہ لی۔ کچھ خط وکتابت کے بعد محمد بن زید نے اس کو اس بات پر رضامند کرلیا کہ بجائے نیشاپور کے وہ اس کی ماتحتی مین چندان اضلاع پر قبضہ کرلے جو کہ یعقوب کے علاقے مین واقع تھے۔ صفار جس نے اس معاملے سے قبل ہی خراسان کے تمام امراسے سمجھوتا کرلیا تھا یہ سنتے ہی سیستان سے براہ ہرات نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ محمدؐ نے اس کے پاس سفیر بھی بھیجا مگر محض بے سود ہوا۔ ۲۵۹ھ مین یعقوب بغیر کسی مزاحمت کے طاہریون کے بارونق دارالسلطنت نیشاپور مین جا داخل ہوا۔ محمدؐ یا تو بھاگ ہی نہ سکا یا اس نے بھاگنا ہی نہ چاہا وہین نیشاپور ہی مین مقیم رہا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا یہ خیال تھا کہ وہ یعقوب پر اپنا اثر ڈال سکیگا۔ اس کا ارادہ تھا کہ غاصب سے زجر و توبیخ سے پیش آئے مگر یعقوب نے چپکے سے اسکو اور اس کے خاندان کے تمام مردون کو قید کرلیا۔ اسطرح خراسان مین خاندان طاہریہ کا پنجاہ سالہ دور حکومت ختم ہوا۔ اس کے بعد ہی یعقوب نے ایک سفارت دربار خلافت مین روانہ کی اور یہ جتلایا کہ اس نے یہ کام خود خراسانیون کے کہنے پر کیا ہے۔ کیونکہ محمدؐ کے زمانے مین حکومت و سلطنت مین خرابی پڑ گئی تھی۔ اور یہ کہ نیشاپور کے باشندے خود اس کے استقبال اور شہر کو حوالے کردینے کے لئے شہر سے باہر آگئے تھے

وفاداری کے اظہار کے لئے سفارت کے ساتھہ ہی اس نے خلیفہ کی خدمت مین ایک خارجی کا سر بھی بھیجا تھا۔ جو تیس برس سے اپنے آپ کو امیرالمومنین کہلواتا تھا۔ سفارت کو شرف باریابی عطا ہوا مگر یہ حکم ملا کہ اگر یعقوب اپنے آپ کو بغاوت کے الزام سے بچانا چاہتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ خراسان کو فوراً خالی کر دے۔ اور حتی فی الواقع اس کے چند آدمی جو کہ اسوقت بغداد مین موجود تھے قید کر لئے گئے۔ مگر یعقوب ان تمام کارروائیون سے دبکے مین آنے والا نہ تھا۔ وہ نہایت ہی اطمینان سے اپنے مفتوحہ ملک کے نظم ونسق مین مشغول ہوگیا۔ سیستان کے باغی عبداللہ نے محمد کی شکست کے بعد طبرستان کے علوی بادشاہ کے ہان پناہ لی تھی۔ اس نے اس کے حوالے کرنے سے انکار کیا۔ اس پر یعقوب نے اس ملک پر بھی حملہ کرنے کا ارادہ کر دیا۔ راستے مین اسے ایک شخص ملا جو ایک مذہبی جماعت کا سرگروہ تھا۔ اس نے آپ کو یعقوب کی مدد کے لئے پیش کیا۔ یعقوب نے اسکی استدعا قبول کرنے کے بجائے اس کو قید کر لیا۔ تفصیل معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہم صاف طور پر یہ نہین کہہ سکتے کہ یعقوب نے اس کے ساتھہ دہوکے اور فریب سے کام لیا۔ مگر بہر حال اس معاملے مین اور محمد کی قید کے بارے مین اس پر فریب وہی کا شبہ ضرور ہوتا ہے۔ یعقوب ساحل سمندر کے ساتھہ ساتھہ گیا اور اس طرح دشوار گذار پہاڑون کو مشرق مین چھوڑ دیا پرانے قلعے جو اس علاقے کو شمالی خانہ بدوش اقوام کی زور سے بچانے کیلئے تھے اس کے مزاحم نہ ہو سکے۔ جلد ہی وہ ساری کے گرد و نواح کے اس میدان مین جا پہونچا جو بحیرہ خضر کے شمالی ساحل پر واقع ہے۔ یہان حسن نے اس کا مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور رویلم کے پہاڑون مین پناہ گزین ہوا۔

یعقوب نے فوراً ساری اور اموؔل کے شہرون پر قبضہ کرلیا۔ اور چونکہ اسی یہ خوب معلوم تھا یہ مقامات مستقل طور پر اس کے قبضے مین نہین رہ سکتے اس لئے ان سے ایک سال کا خراج وصول کیا۔ اس کے بعد وہ حسن کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ مگر بلند اور جنگلون سے ڈھکے ہوئے پہاڑ اسکے لئے نہایت خطرناک تھے۔ اور خاصکر اس زمانے مین کہ بارش کی جھڑیا ہفتون بند نہ ہوتی تھین۔ یہ علاقہ اپنی رطوبت کی وجہ سے ایسا ہی بدنام ہے جیسا کہ ایران کا باقی حصہ اپنی خشک سالی کے سبب تمام ملک مین گھنے جنگل ہین۔ یہی یعقوب کے واپس آجانے کی وجوہ تھے۔ کیونکہ ممکن تھا کہ کسی تنگ درے مین پھنسکر اپنی تمام فوج سے ہاتھ دھونا پڑے۔ اس سے پہلے بھی وہ بہت سا اسباب باربرداری کے جانور اور بہت سے سپاہی کھو چکا تھا۔ تاریخ دان جانتے ہین کہ یعقوب کا حال ایرانی جرنیل سے بہرحال بہتر تھا کہ جس نے ان کوہستانون مین داخل ہونے کی جرات کی تھی۔ طبرستان سے واپس آکر اس نے رےؔ کا رخ کیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عبداللہ نے وہان کے گورنر کے پاس پناہ لی ہے۔ حاکم رےؔ نے اپنے آپ کو یعقوب سے بچانے کے لئے عبداللہ کو اس کے حوالے کردیا۔ عبداللہ کو قتل کرکے وہ پھر واپس ہوا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ میڈیا کے فتح کرنے کا وقت ابھی نہین آیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد حسن اپنے ملک مین واپس آیا اور ان تمام لوگون کو جنھون نے یعقوب کا ساتھ دیا تھا۔ سخت سزائین دین۔ یعقوب کے قیام طبرستان کے زمانہ مین حسین خاندان طاہریہ کے ایک ممبر اور محمد کے بھائی نے ترکون کی ایک جمعیت کے ساتھ مروؔ کے جنوبی حصے پر قبضہ کرلیا تھا۔ مگر یہ نہین

کہا جا سکتا کہ وہ اس جگہ کتنی مدت رہا۔ بہر حال یعقوب اپنے تمام نقصانات کے باوجود خراسان کا ویسا ہی بادشاہ بنا رہا۔ ساری کے فتح کے بعد ہی یعقوب نے ایک اور سفارت دربار خلافت مین روانہ کی تھی۔ اور خلیفہ کو یہ خوشخبری دی تھی کہ اس وقت اس کے پاس کم از کم پچاس علوی قید مین۔ مگر یہ امر اس کی معافی کے لیئے کافی ثابت نہ ہوا ۲۷۱ھ کے آخر مین خلیفہ نے عبید اللہ کی معرفت شمال مشرق کے تمام حاجیونکو جو اسوقت بغداد مین اپنی واپسی مین حاضر تھے جمع کیا اور ان کو ایک فرمان سنایا جس مین یعقوب کو غاصب اور حاکم علاقہ کی قید کو ایک جرم قرار دیا تھا۔ ایسا فرمان دور دراز مقامات مین خلیفہ کے حکم کے متعلق اطلاع دینے مین نہایت ہی موثر ہوا کرتا تھا۔ خصوصًا اس وجہ سے کہ ایسے وقت مین حاجی اپنے دینی جذبات کے لحاظ سے خلیفہ کے حکم پر زیادہ توجہ کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اس فرمان کی تیس نقلین مختلف مقامات مین بھیجی گئین۔

اسی زمانے مین عبد اللہ ابن واثق جو کہ خلیفہ کے معتمد اور نائب السلطنت موفق کا چچازاد بھائی تھا دفعتًہ یعقوب کے کمپ مین انتقال کیا۔ اتفاق سے ہم کو اس واقعہ کے سوائے اسکے متعلق اور کوئی تفصیل معلوم نہین۔ ممکن ہے کہ

لہ خاندان طاہریہ کا شجرہ نسب یہ ہے۔

طاہر
عبد اللہ
عبید اللہ — طاہر
طاہر: حسین — محمد

عبداللہ یعقوب کے پاس اس امید سے آیا ہو کہ اس کی مدد سے اپنے باپ اور بھائی (مہندی) کا تخت و تاج حاصل کرے اور یعقوب نے اسکو خلیفہ کے اشارے سے قتل کرا دیا ہو۔ مگر تاہم اس واقعہ کے اور اسباب بھی ہو سکتے ہین۔

یہ یقینی طور پر نہین کہا جا سکتا کہ خلیفہ کی دورخی اور خراسان مین ایک سے زاید عمال کی تقرری سے یعقوب تنگ آگیا تھا۔ یا جنوبی اضلاع کی حالت نے اس کے جذبات حرص کو بڑہایا تھا۔ مگر یہ یقینی ہے کہ اب پہر وہ پارس کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اپنے بھائیون (عمر اور علی) کو خراسان مین حقوق کی حفاظت کے لئے چھوڑ گیا۔ (باقی دارد)

ترجمہ

محمد جمیل الرحمن ایم۔اے

—•—

ایمان اور اعمال صالحہ

از حافظ محمد مظہر صاحب (دار العلوم)

اس زمانہ میں جبکہ عربی سے عموماً اور علوم اسلامیہ و قرآن مجید سے خصوصاً دلچسپی اور شوق روز بروز کم ہوتا جارہا ہے۔ حلقۃ القرآن ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ میرے خیال میں ہر اوس شخص کی جو کچھ بھی عربی جانتا اور قرآن مجید کو تھوڑا بھی سمجھ سکتا ہے یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ حلقہ کے سامنے کسی نہ کسی وقت اپنے خیالات ظاہر کرے تاکہ دوسروں کو بھی اسکا شوق ہو۔ اس لحاظ باوجود ہیچ مدانی میں آج آپ کے سامنے آیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ ایمان اور اعمال صالحہ پر گفتگو کروں۔

سب سے پہلے میں یہ ظاہر کر دیتا ہوں کہ میرے مضمون کا اصلی مقصود اور اصلی مخاطب میرا نفس مذنب و خاطی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یا ایها الذین امنو لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون	اے ایمان والو کس لئے ایسی بات کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ خدا کے پاس بڑا گناہ ہے کہ ایسی بات کہے جو نہ کرے۔
اور میری حالت ہے کہ وما ابرء نفسی ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی لغفور رحیم	اور میں اپنے نفس کی برأت نہیں کرتا یقیناً نفس برائی کی طرف مائل ہے۔ لیکن اگر اللہ رحم کرے۔ بلاشبہ میرا رب غفور اور رحیم ہے۔

اس صورت مین میری جرأت اور مجال نہین کہ باوجود اپنی گم گشتگی کے بجائے دوسرون کی رہبری کرون۔ دو سال قبل حیدرآباد مین ایک مشہور مبلغ اسلام آئے تھے اور اونھون نے سورۃ والعصر کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ جہان کہین ایمان والون کا ذکر اون کے مدارج عقبیٰ کا بیان قرآن مجید مین ہوا ہے ہان اعمال صالحہ کی شرط بھی لازمی طور پر رہتی ہے اور ایمان بغیر عمل صالح مقبول نہین۔ اس تقریر کے ساتھہ ساتھہ مجھکو خیال آیا قرآن مجید مین ایسی آیات بھی ہین جن مین ایمان والون کا ذکر اور اون کے مدارج عالیہ کی بشارت درج ہے۔ لیکن اعمال صالحہ کے الفاظ شامل نہین ہین اور اسی کے ساتھہ فی الوقت دو آیات بھی یاد آئے۔ پہر یہ بھی خیال آیا کہ قرآن مجید کی حالت یہ ہے کہ تفسیر بعضہا بعض اس لئے اعمال صالحہ کی تصریح خود قرآن مجید سے ہونی چاہیئے کہ کیا ہین تھوڑے غور کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ اونھین آیات مین جو مجھکو یاد آئی ہین اعمال صالحہ کے الفاظ تو نہین ہین لیکن جس کام کا حکم اون مین دیا گیا ہے یا جن افعال کی بنا پر فلاح کی بشارت دی گئی ہے وہ بجائے خود اعمال صالحہ ہین۔ اس طرح دونون سوالون کا جواب حل ہوگیا کہ کسی جگہ ایمان کے ساتھہ صرف اعمال صالحہ کا ذکر ہے اور اعمال صالحہ کی تفصیل نہین ہے جیسے کہ سورۃ والعصر مین اور کسی جگہ اعمال صالحہ کا خاص لفظ تو لایا نہین گیا ہے لیکن وہان ایسے کامون کا ذکر ہوا ہے جن کا فعل یا ترک فعل حضرت مالک الملک ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ کبریائی مین مقبول ہے اور یہی حقیقت مین اعمال صالحہ ہین جو آیتین اوسوقت مجھکو یاد آگئین تھین وہ یہ ہین۔

يا ايها الذين آمنو توبوا الى الله توبة نصوحا عسى ربكم ان يكفر عنكم سيأتكم ويدخلكم جنات تجري من تحتها الانهار۔

اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف توبہ نصوح شاید تمہارا پروردگار تمہارے گناہ بخشدے اور تم کو جنتون مین داخل کرے جن کے نیچے نہرین بہتی ہین۔

قد افلح المومنون الذين هم في صلاتهم خاشعون والذين هم عن اللغو معرضون والذين هم الزكوة فاعلون والذين هم لفروجهم حافظون الا على ازواجهم او ما ملكت ايمانهم فانهم غير ملومين فمن ابتغى وراء ذالك فاولئك هم العادون والذين لاماناتهم وعهدهم راعون والذين على صلواتهم يحافظون اولئك هم الوارثون الذين يرثون الفردوس هم فيها خلدون۔

یقیناً فلاح پائی اون مومنون نے جو اپنی نماز مین ڈرتے ہین۔ اور وہ لوگ جو لغویات سے روگردان ہوتے ہین۔ اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہونکی حفاظت کرتے ہین۔ باستثنا انہی ازواج اور لونڈیون کے جس پر وہ قابل ملامت نہین اور جو اس کے علاوہ تلاش کرے وہ تجاوز کرنے والون مین ہین۔ اور جو لوگ اپنی امانتون اور معاہدون کو نگاہ رکھتے ہین۔ اور جو لوگ اپنی نمازون کی حفاظت کرتے ہین۔ اور یہ لوگ وارث ہین فردوس کے اور اس مین ہمیشہ رہین گے۔

حلقہ القرآن مین شرکت کے بعد مجھکو اس اجمال کی تفصیل حلقہ مین کرنے کا خیال آیا اور اون آیات قرآنی کو خاص طور سے دیکھنے لگا جن مین ذکر ایمان یا ذکر اعمال صالحہ ہوا ہے اور اس سے جو باتین مین نے سمجھی ہین وہ آپ کے سامنے ظاہر کرتا ہون۔

آیات قرآن مجید جنمین ایمان اور مومنون کا ذکر ہوا ہے ۔ چھہ اقسام مین منقسم کئے ہین ۔ (قسم اول) مین مومنون کو مخاطب کرکے کسی کام کرنے کا حکم دیا گیا ہے یا کسی کام سے منع کیا گیا ہے ۔ اس قسم کے آیات مختلف طریقون سے وارد ہوئی ہین کہین یاایہا الذین آمنو کے احکام دئے گئے ہین ۔ جیسے کہ وہی آیت جو اوپر گذری اور کہین جناب حضرت سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کو حکم ہوا ہے کہ مسلمانون کو کہدین مثلاً ۔

قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون ۔	کہدو اے محمد مومنون کو کہ اپنی نگاہین نیچی کرین اور اپنی شرم گاہون کی حفاظت کرین یہ اون کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے اور اللہ بہت خبر رکھتا اون کے کامون کی ۔

بعض جگہ بالفاظ ماضی اون مومنون کا ذکر ہوتا ہے ۔ جن کو خداوند تعالی کی رضامندی کی نعمت نیک اعمال کے صلہ مین حاصل ہوئی ہے ۔ اور اون کے اعمال کی تفصیل بھی کی گئی ہے ۔ اس کی مثال آیہ قد افلح المومنون ہے بعض جگہ اس قسم کے مماثل آیات بالفاظ مضارع آئے ہین ۔ اس کی مثال ۔

ان الذین من خشیۃ ربھم مشفقون والذین ھم بایات ربھم یومنون الذین ھم بربھم لایشرکون والذین یوتون ما آتوا وقلوبھم وجلۃ انھم الی ربھم راجعون	بیشک وہ لوگ جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرتے ہین ۔ اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار کے آیات پر ایمان لاتے ہین ۔ اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار کے ساتھہ شریک نہین ٹھہراتے ہین اور وہ لوگ جو دیتے ہین وہ جو اونکو دیا گیا ہی (خیرات کرتے ہین) اور اونکے قلوب اس بات سے ڈرتے رہتے ہین کہ وہ

اولئک یسارعون فی الخیرات وھم لھا سابقون ۔	پروردگار کی طرف پلٹنے والے ہین یہی لوگ جلدی کرتے ہین نیکیون کی طرف اور وہی آگے جانے والون مین ہین ۔

بعض جگہ بالفاظ استفہام احکام دیئے گئے ہین اس کی مثال ۔

الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ من الحق ۔	کیا وقت نہین آیا اون لوگون کے لئے جو ایمان (ظاہری) لائے ہین اور انکے دلونمین خدا کو یاد کرکے اور اوس چیز جو حق طور پر نازل ہوئی خشوع پیدا

ان چارون طریقون سے جو احکام اہل ایمان کو قرآن مجید مین دیئے گئے وہ نہایت کثیر ہین ۔ ان آیات کے آخر مین کہین تو فلاح و مغفرت اور انعام آلہی کا ذکر ہے ۔ بعض جگہ نہین ۔ غور کرنے سے اوس کی وجہ یہ واضح ہوئی ہے کہ جو افعال صرف دنیوی ہین اون کو مجرد بجالانا کافی ہے جیسے کہ ۔

یاایھا الذین آمنوا لاتحرموا طیبات ما احل اللہ ولاتعتدوا ان اللہ لایحب المعتدین ۔	اے ایمان والو جو پاک چیزین اللہ نے تم پر حلال کی ہین اون کو حرام نہ ٹھہراؤ اور زیادتی نکرو اللہ زیادتی کرنیوالون دوست نہین کرتا ۔

(قسم دوم) مین نام نہاد مومنون کے متعلق ظاہر فرمایا گیا ہے کہ وہ مومن نہین ہین اور اس سے ولیل کے طور پر اون کو برے اعمال کی تفصیل کی گئی ہے جیسے کہ ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الآخر وما ھم بمومنین یخادعون اللہ والذین آمنو وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون ۔ بعض آدمی کہتے ہین کہ ہم خود اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے ہین اور وہ مومن نہین ہین ۔ اللہ کو اور ایمان والون کو دہوکہ دیتے ہین مگر وہ (حقیقت مین) اپنے نفس کو

دہوکہ دیتے ہین اور سمجھتے نہین ہین اس کے بعد آگے چلکر اون کے برے اعمال کی اسطرح تصریح ہوئی ہے۔

واذا قیل لهم لا تفسدوا فی الارض انما نحن مصلحون الا انهم هم المفسدون ولاکن لا یشعرون واذ قیل لهم آمنوا کما آمن الناس قالوا انؤمن کما آمن السفهاء الا انهم هم السفهاء ولاکن لا یعلمون۔ واذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا واذا خلوا الیٰ شیاطینهم قالوا انا معکم انما نحن مستهزؤن۔

اگرچہ منافقون کا ذکر قرآن مجید مین کثرت سے آیا ہے لیکن ایسی آیات جنمین الفاظ ایمان بھی بصراحت درج ہین اور پھر عدم ایمان کا ذکر ہوا ہی زیادہ نہین ہین۔

آیات (قسم سوم) مین مجمل ذکر ایمان لانیوالون اور اعمال صالحہ کرنے والون کا بالفاظ ماضی یا مضارع کرکے ثواب اخروی کی خبر دیگئی ہے جیسے۔

ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات کانت لهم جنات الفردوس نزلا ومن یؤمن باللہ ویعمل صالحہ	بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے جنات الفردوس مین اترین گے۔ جو شخص اللہ پر ایمان لایا اور نیک عمل کیا

یدخلہ جنات تجری من تحتہا الانہار۔	اوس کو جنتون مین داخل کرے گا جس کے نیچے نہرین بہتین ہین۔

آیات (قسم چہارم) مین دنیوی مدارج کا وعدہ مومنون یا اعمال صالحہ کرنے والون کے ساتہہ فرمایا گیا ہے جیسے۔

وکان حقا علینا نصر المومنین۔	اور لازم ہے ہم پر مومن کی نصرت۔
وعد اللہ الذین آمنو منکم وعملوا الصالحات لیستخلفہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم	اللہ وعدہ کرتا ہے اون لوگون سے جو ایمان لاتے ہین تم مین سے اور اعمال صالحہ کئے ہین کہ قریب مین زمین مین خلیفہ بنائیگا جیسا تم سے پیشترون کو خلیفہ بنایا۔
ان الارض یرثہا عبادی الصالحون۔	بیشک زمین کے وارث میرے عباد صالحین ہونگے۔

ایسی آیات زیادہ نہین ہین۔

آیات (قسم پنجم) مین مطلق ایمان والون کا ذکر کرکے اوس کے ساتہہ انعام خداوندی کا ذکر ہوا ہے۔ جیسے۔

ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین۔	(آرام واطمینان) مومنین کے قلوب پر نازل کیا۔

ایسی آیات بہت کم ہین اور ان کا سیاق اور شان نزول یہ ظاہر کرتا ہے کہ ایسی آیتین صحابہ رضوان اللہ علیہم کی شان مین وارد ہوئی ہین جن کا ایمان اعمال صالحہ کی کسوٹی پر پوری طرح پرکہلیا گیا تہا۔

آیات (قسم ششم) مین حکایات وواقعات مومنین کے یا تو خداوند تعالے نے بیان فرمائے ہین یا کسی کی زبان سے اسکا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان مین مقصود بالذات کوئی حکم یا نہی نہین بلکہ صرف اخبار وحکایات ہین جیسے کہ

ضرب اللہ مثلا الذین آمنوا امرہ
فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک
بیتا فی الجنتہ ونجنی من فرعون
وعملہ ونجنی من القوم الظالمین
وقال رجل مومن من آل فرعون
یکتم ایمانہ اتقتلون رجلا ان
یقول ربی اللہ۔

اس قسم کے آیات مین وہ آیات بہی شامل ہو سکتی ہین جن مین دعا کی تعلیم مسلمانون کو ہوئی ہے۔

ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی
للایمان ان آمنوا بربکم فامنا
ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا
سیاتنا مع الابرار۔

اخبار و حکایات اور دعا کی جو آئتین ہین اون مین عملاً بڑی حد تک بلکہ بالکلیہ اعمال صالحہ و غیر صالحہ کا تذکرہ ضمناً موجود ہے۔

الغرض ہر ایک آیت سے جسمین ایمان واہل ایمان کے الفاظ ہین۔ صاف طور پر مستنبط ہوتا ہے کہ ایمان یعنی اقرار و ایقان ایمان باللہ کے ساتہہ ہی ساتہہ اعمال صالحہ کی پابندی لازمی ہو جاتی ہے۔ اعمال صالحہ کی تفصیل جو کچہہ قرآن مجید مین اللہ جل شانہ نے فرمائی ہے وہ انسانی زندگی کے لیئے خواہ اوس کا تعلق تہذیب نفس سے ہو خواہ تدبیر منزل یعنی معاشرت سے خواہ تمدن و کاروبار دنیا سے خواہ سلطنت و حکمرانی سے

نہایت بہترین معیار عمل ہے۔ اور دنیا کا کوئی مذہب اور کوئی فلسفہ اس سے بہتر اور عمدہ تر معیار انسانی زندگی کو کامیاب اور پاکیزہ طریقہ سے بسر کرتے اور دنیا مین دین واتقا کو باقی رکھکر ہر قسم کی اخلاقی معاشرتی تمدنی سیاسی ترقی کرنے کے لیئے پیشین گوئی نہین کرسکتا ہے او نہین آیات مین آیات احکام وامر ونواہی ہین اور وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (ہم نے نہین پیدا کیا جن اور انس کو مگر عبادت کے لیئے) کے معنی سمجھہ مین آجاتے ہین کیونکہ اسلامی مذہب اور اسلام کا فلسفہ یہ نہین سکہاتا ہے کہ انسان دنیا و مافیہا سے ترک تعلق کرکے صرف خدا کی عبادت مین مشغول رہے یا یہ کہ ہمہ تن دنیا مین محو اور منہمک ہوجائے۔ بلکہ اسلام باہمہ و بے ہمہ زندگی کا اصول دنیا مین لایا ہے وہ یہ حکم دیتا ہے کہ انسان اپنے افعال اور عبادت کا مرکز خداوندتعالیٰ کو بنائے۔ اور ساتہہ ساتہہ دنیا کی نعمتون اور ممتعات سے بہی استفادہ کرے۔ اسلام نے مومن کے ہر فعل کو خواہ وہ دنیوی ہی کیون نہو۔ جب اوس کا مقصد خداوندتعالیٰ کی اطاعت اور رضامندی ہو اور اوس سے حدود اللہ مین تعدی نہین ہوتی ہو عبادت قرار دیا ہے اور اس کی تفصیل کہ یہ افعال کیا ہین اور اوسکا طریقہ کیا ہے کہ اون سے تعدی فی حدود اللہ نہ ہوسکے۔ اون آیات سے ظاہر ہوتی ہے کہ جن مین ایمان اور اعمال صالحہ کا ذکر ہوا ہے۔ یہ آیات انسانی زندگی کے سلامتی کے لیئے اوسی طرح رہنمائی کرتے ہین جیسے کہ جہاز کے لیئے ساحل کا منارہ روشنی

قرآن مجید مین علاوہ اون آیات کے جن مین اہل ایمان کا ذکر ہی
اور صراحتًا یا عملًا اعمال صالحہ کا حکم ہے۔ ایسے آیات بہی ہین کہ
جن مین اوامر و نواہی کا ذکر ہے۔ لیکن الفاظ اہل ایمان نہین ہین
اُن مین اکثر ضمائر پر اکتفا کی گئی ہے۔ قرآن مجید کا اسلوب ہے کہ
مختلف پہلوؤن سے بات سمجہائی جائے۔ اس لئے اگر ایسے آیات کو
جن مین صراحتًا اہل ایمان یا ایمان کے الفاظ نہین ہین مگر حکم اعمال ہے
ایسے آیات کے ساتہہ ملایا جائے جن مین بصراحت الفاظ ایمان یا اہل
ایمان شامل ہین تو معلوم ہوگا کہ اصل الاصول اعمال صالحہ آیات
قسم آخر الذکر مین ظاہر کر دیئے گئے ہین۔ آیات قسم اول الذکر تاکید
و توضیح مزید کے لئے ہین یا قسم آخر الذکر کے ساتہہ معطوف و مرکوز ہین۔

(باقی آیندہ)

حافظ محمد مظہر۔

التماس ضروری

جن اصحاب کی خدمت مین رسالہ بلا طلب ارسال کیا گیا ہے اون سے
امید قوی ہے کہ اپنی رضامندی و عدم رضامندی سے اطلاع فرمائین
ورنہ خاموشی نیم رضامندی تصور کر کے رسالہ وی پی ارسال ہوگا
اور واپسی مین طلبۂ انجمن کا نقصان ہوگا۔

منیجر

امرؤ القیس

از مولوی فاضل منشی فاضل عبدالقدیر صاحب پروفیسر ادب
(دارالعلوم)

(نام ونسب) امرؤ القیس بن حُجر بن الحارث بن عمرو حُجر اکل المرار بن معاویہ بن ثور۔ ثور کا دوسرا نام کندہ ہے اس کی طرف قبیلہ بنی کندہ منسوب ہے امرؤ القیس کا نام جندح ہے. تفاولا امرؤ القیس لقب دیا گیا ہے یعنی زور و قوت کا آدمی کیونکہ قیس کے معنی قوت کے ہیں اور امرؤ القیس کی ماں فاطمہ بنت ربیعہ بن الحارث بن زہیر ہے جو کلیب و مہلیل کی بہن ہے کلیب کے متعلق عرب کا قول ہے۔ اُغیر من کلیب وائل اور جس کے فعل سے حرب بسوس برپا ہوئی جو بکر و تغلب میں ۴۰ سال قایم رہی۔

امرؤ القیس کا دادا حارث تبع آخر کا بھانجا تھا۔ ہندہ بنت الحارث منذر کی جورو امرؤ القیس کی پھوپی ہے ھند سے عمرو بن المنذر معروف بمحرق اور قابوس بن المنذر پیدا ہوا۔

(باقی آیندہ)

ناظرین توسیع اشاعت فرماکر طلبہ کی ہمت افزائی فرمائیں۔
مینجر

اشتہار فروخت کتب

نظام التحقیق - مولانا نادر الدین صاحب مرحوم کی تصنیف ہے - مولانا کا نام ہی
اوس کی خوبی کے لئے کافی ہے - کاغذ چکنا اصلی قیمت .... عه
رعایتی قیمت ۸/

مغز سخن - مولوی سید رضی الدین حسن صاحب کیفی حیدر آبادی کی وہ فصیح و
بلیغ نظم جو مدرسہ دار العلوم کی شصت سالہ جوبلی کی تقریب مین لکھی گئی جس مین
دار العلوم کی تاریخ دلچسپ پیرایہ مین نظم کی گئی ہے قیمت صرف ۲/

تقریر - مولوی محمد علی صاحب جو دار العلوم کے شصت و یک سالہ سالگرہ
کے موقع پر مولوی محمد علی صاحب صوبہ دار ورنگل نے بحیثیت صدر جلسہ سنائی تھی
طلبہ کے لئے نہایت مفید ہے - قیمت صرف ۱/

رپورٹ انجمن بابتہ سنہ ۱۵ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ ف .... فی ۰/

محصول ذمہ خریدار -

یہ سب کتابین معتمد انجمن ثمرۃ الادب دار العلوم علیا
حیدر آباد سے طلب فرمائین